١٩٢٧

جلد ١ نمبر ٢٠

الہلال

البلاغ پریس کلکتہ

قیمت ۵ - آنہ

الهلال

هر جمعه کو نمبر ۱۱ - بالي گنج سرکلر روڈ - کلکته سے شایع هوتا ہے

قیمت سالانه مع محصول	- -	باره روپیه
هندوستان سے باهر کیلیے	- -	سوله روپیه
قیمت شش ماهي	- - -	سات روپیه
قیمت في پرچه	- - -	پانچ آنه

(۱) تمام خط و کتابت اور ارسال زر " مینیجر الهلال " کے نام سے هو نی چاہیے لیکن جو خطوط مضامین سے تعلق رکھتے هوں انکے لفافه پر " ایڈیٹر " کا نام هونا چاهیے -

(۲) نمونه مفت ارسال نه هوگا -

(۳) براہ عنایت خط و کتابت میں اپنا نام اور پته صاف ، اور خوش خط لکھیے

(۴) خط و کتابت میں نمبر خریداري لکھیے جسکي اطلاع ، ایکو وصول قیمت کي رسید میں دیدي گئي ہے -

(۵) اگر کسي صاحب کے پاس کوئي پرچه نه پہنچے تو تاریخ اشاعت سے ایک هفته کے اندر اطلاع دیں - ورنه بصورت تاخیر بغیر قیمت کے روانه نہیں کیا جائیگا -

(٦) اگر آپ دو تین ماه کیلئے ایک جگه سے دوسري جگه جا رہے هیں تو اپنا پته تبدیل نه کرایے ' مقامي ڈاکخانه کو اطلاع دیکر انتظام کر لیجیے - اگر اس سے زیاده عرصه تک کے لئے تبدیل مقام پیش آجاے تو ایک هفته پیشتر اطلاع دیکر پته تبدیل کرالیں -

(۷) مني آرڈر روانه کرتے وقت فارم کے کوپن پر اپنا نام و پته ضرور لکھدیں -

(۸) ایسے جواب طلب امور کے لئے جنکا تعلق دفتر کے دفتري مراسله (مثلاً رسید زر و اطلاع اجراء اخبار وغیره) سے نہیں ہے ٹکٹ ضرور بھیجیے ورنه دفتر پر غیر معمولي خط و کتابت کے مصارف کا بار پڑیگا -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين — القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۲۰ — کلکته : جمعه ۸ ـ جمادی الاولی ۱۳۴٦ هجری — جلد ۱

Calcutta : Friday, 4, November 1927.

کیا حروف کی طباعت اردو طباعت کیلیی موزون نهین ؟

آج کوئی زبان ترقی نہین کر سکتی اگر وہ اپنا ترقی یافته طریق طباعة نہین رکھتی ۔ طباعة کی ترقی اور تکمیل بغیر اسکی ممکن نہین که حروف اکی چھپائی اختیار کی جای ۔ پتھر کی چھپائی مین محدود رهکر اردو کی طباعة کبھی ترقی نہین کر سکتی ۔

اردو کی سب سی بہتر حروف جو اس وقت تك بن سکی هین ، وہ هین جن مین الهلال چھپتا هی ۔ اور عربی کا بہترین خط نسخ وہ هی جس مین یه سطرین کمپوز کی گٔی هین ۔ آپ ان دونون مین سی جسی چاهین پسند کر لین ۔ لیکن پتھر کی چھپائی سی اپنی زبان کو نجات دلائین ۔

براہ عنایت اپنی اور اپنی دوستون کی رای سی همین اطلاع دیجیی ۔ یاد رکھیی ۔ طباعة کا مسئله آج زبان و قوم کیلیی سب سی زیادہ اهم مسئله هی ۔ ضروری هی که اسکی تمام نقایص ایك بار دور کر دی جائین ۔

الهلال

قاریین الهلال کی آراء

اس باری مین اس وقت تك ۱۵۵۰ مراسلات وصول هوی هین ۔ تقسیم آراء حسب ذیل هی :

عربی حروف کی حق مین	۲۳۵	اردو حروف کی حق مین	۴۲۸
موجودہ مشترك طباعة کی حق مین	۵۵۴	حروف کی حق مین بشرطیکه	
پتھر کی چھپائی کی حق مین	۲۷۳	نستعلیق هون	۱۵۰

ان مین سی اکثر حضرات نی اپنی رائی سی اپنی احباب کو بھی متفق ظاهر کیا هی ۔

آراء کی دیکھنی سی معلوم هوا که اس باری مین بعض اهم تفصیلات پر لوگون کی نظر نہین هی ۔ اور اسلیی شرح وبیان کی ضرورت هی ۔ آیندہ اس باری مین مولانا به تفصیل اپنی خیالات ظاهر کرینگی مگر ضرورت هی که بقیه حضرات بھی اپنی اور اپنی احباب کی رائین بھیج دین ۔ الهلال

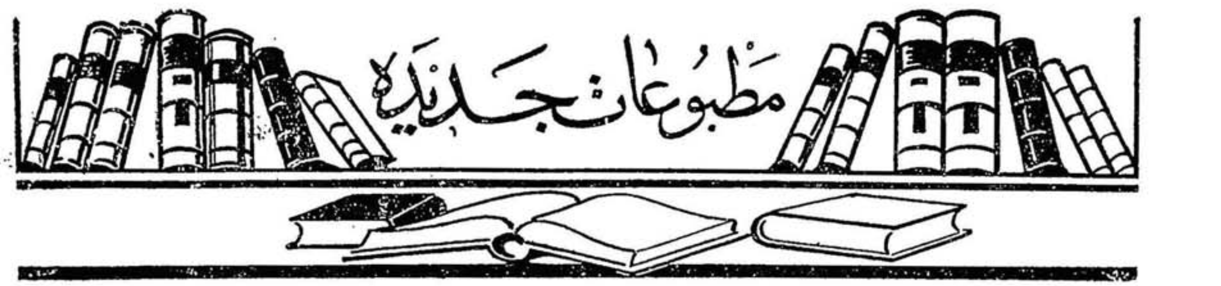

"کمیونیزم" اور اُسکے مقاصد

جرمنی کے کمیونسٹ مرکز اشاعت نے حال میں ایک نیا سلسلۂ مطبوعات "کمیونیزم" کے اصول و مبادیات پر شائع کرنا شروع کیا ہے جسکی دو جلدیں اِس وقت تک شائع ہوچکی ہیں - پہلی جلد میں زیادہ تر مشہور کمیونسٹ رہنما ' کارل مارکس کے منتخب مضامین ہیں ' اور ابتدا میں اُسکی مفصل سوانح حیات بھی شامل کر دی ہے -

روس کے آخری انقلاب کے بعد سے کمیونیزم دنیا کی ایک زندہ اور عامل حقیقت ہو گئی ہے ' اور ہر ملک کیلیے ضروری ہو گیا ہے کہ نہ صرف سیاسی حیثیت سے ' بلکہ علمی حیثیت سے بھی اسکے اصول و مبادیات کا مطالعہ کرے ' اور نقد و بصیرت کے ساتھہ صحیح راے قائم کرے - جہانتک ہمیں معلوم ہے ' اِس وقت تک اردو میں کوئی کتاب ایسی شائع نہیں ہوئی ہے جس میں صحت کے ساتھہ اس انقلاب انگیز سیاسی و اجتماعی مذہب کی حقیقت واضح کی گئی ہو - یہ نیا مجموعہ دیکھکر ہمیں خیال ہوا کہ کارل مارکس کے بعض مختصر مقالات اس غرض کیلیے نہایت مفید اور جامع ہیں - ہم ان مقالات میں سے ایک مقالہ الہلال میں شائع کرنے کے لیے منتخب کرتے ہیں - اس کے مطالعہ سے نہ صرف اس مذہب کے اصول و عقائد بلکہ اسکے ظہور و اشاعت کی ابتدائی تاریخ بھی واضح ہوجائیگی -

یہ واضح رہے کہ اس مقالہ اور اسی طرح کے دیگر مقالات کے تراجم سے مقصود صرف یہ ہے کہ وقت کی ضروری معلومات اردو خواں طبقہ کے لیے مہیا ہوجائے - یہ مقصود نہیں ہے کہ یہ خیالات اس حیثیت سے پیش کیے جائیں کہ وہ یک قلم مقبول اور پسندیدہ خیالات ہیں - ہمارے خیال میں "کمیونیزم" موجودہ تمدن کی سرمایہ دارانہ بے اعتدالی کا قدرتی رد فعل ہے ' اور جس طرح موجودہ تمدن کی سرمایہ داری افراط کے ایک انتہائی نقطہ تک پہنچ چکی ہے ' اُسی طرح کمیونیزم بھی تفریط کے دوسرے نقطہ کا ظہور ہے - حق و صواب کی راہ افراط و تفریط کی راہ نہیں ہوسکتی ' وہ ہمیشہ درمیان کی راہ ہوتی ہے !

---

(۱)

(سرمایہ دار اور مزدور)

آجتک کی تمام سوسائٹیوں کی تاریخ ' جماعتی کشمکش کی ایک مسلسل تاریخ ہے -

آزاد اور غلام ' شریف اور رذیل ' آقا اور خدمتگار ' تجارتی مکھیے اور بیجارے ' مختصر یہ کہ ظالم اور مظلوم ' ہمیشہ ایک دوسرے کے مقابل کھڑے رہے ' اور ایک ایسی مسلسل جنگ میں مشغول رہے جو کبھی علانیہ تھی اور کبھی خفیہ ' مگر جسکا خاتمہ ہمیشہ یا تو سوسائٹی کی ایک انقلابی کایا پلٹ کی صورت میں ہوا ' یا تمام حریف جماعتوں کی عام بربادی کی شکل میں !

قدیم ترین تاریخی عہد میں بھی تقریباً ہر جگہ سوسائٹی مختلف درجوں اور گروہوں میں بٹی ہوئی اور ایک مکمل معاشرتی نظام میں سمٹی ہوئی نظر آتی ہے - قدیم روم میں ہم شریفوں ' نوابوں ' گنواروں ' اور غلاموں کی تقسیم پاتے ہیں - قرون وسطیٰ میں جاگیردار ' اسامی ' تجارتی مکھیے ' شاگرد پیشہ ' اور خدمتگار دکھائی دیتے ہیں - صرف یہی نہیں بلکہ اِنمیں سے ہر جماعت بھی کئی کئی جماعتوں میں منقسم ملتی ہے -

موجودہ سرمایہ دار سوسائٹی نے ' جسکی تعمیر جاگیردار سوسائٹی کے کھنڈروں پر ہوئی ہے ' جماعتی جھگڑے اور رقابتیں موقوف نہیں کیں ' بلکہ پہلے سے زیادہ نئے نئے فرقے ' ظلم کے نئے نئے طریقے ' اور لڑائی کے نئے نئے ڈھنگ نکال لیے ہیں -

البتہ ہمارے موجودہ سرمایہ دار عہد نے یہ امتیاز ضرور حاصل کیا ہے کہ اُس نے جماعتی اختلاف محدود کر دیے ہیں ' اور تمام سوسائٹی سمیت کے دو بڑی حریف جماعتوں : "سرمایہ دار" اور "مزدور" میں تقسیم کردی ہے -

قرون وسطیٰ کے کاشت کاروں سے دیہاتی نمائندوں کی ابتدا ہوئی ' اور اِنہیں اسامیوں نے سرمایہ دار طبقہ کی بھی آب و گل مہیا کی -

امریکہ کی دریافت اور زمین کے گرد دورے نے اٹھتے ہوئے سرمایہ دار طبقے کے سامنے عمل کا ایک نیا میدان کھول دیا - ایسٹ انڈین اور چینی بازاروں ' امریکہ کے استعمار ' مستعمرانہ تجارت ' نیز ذرائع تبادلہ اور ذرائع پیداوار کی وسعت نے تجارت ' جہاز رانی ' اور صنعت و حرفت میں ایک نئی روح پھونک دی ' اور انحطاط پذیر جاگیر دار سوسائٹی کے انقلابی عناصر کو تیزی سے اُبھار دیا -

صنعت و حرفت کا سابق جاگیردارانہ نظام وہ بڑھتی ہوئی ضرورتیں پوری نہیں کر سکتا تھا جو نئے بازاروں کے ساتھہ پیدا ہوگئی تھیں - نتیجہ یہ ہوا کہ دست کاری کے نظام نے اُسکی جگہ لے لی ' تجارتی مکھیے معزول ہوگئے ' متوسط صنعتی طبقہ اُنکا قائم مقام بن گیا - مختلف سندی مکھیوں کے مابین محنت کی تقسیم ' عام کارخانوں میں محنت کی تقسیم کے آگے معدوم ہوگئی -

سرمایہ دار طبقہ نے جہاں بھی طاقت حاصل کی ' تمام جاگیر دارانہ ' بزرگانہ ' مذہبی ' اور معنوی رشتے توڑ پھوڑ ڈالے - اُسنے بڑی بے رحمی سے وہ تمام بوقلموں بندھن توڑ کے رکھدیے جو انسان کو اُسکے "فطری سرداروں" سے باندھتے چلے آتے تھے اور اُس ایک رشتہ کے سوا کوئی رشتہ باہمی روابط کا باقی نہ چھوڑا جسے برہنہ خود غرضی اور کھری نقد ادائیگی کا رشتہ کہتے ہیں -

اُس نے مذهبي انبساط ' بهادرانه جوش ' اور متوسط طبقے کي بلند خيالي ' خود بيں تخمينهٔ و شمار کے آب سرد ميں غرق کرديي - اسنے ذاتي جوهر کو مول تول اور لين دين کي ايک جنس بنا ديا - اور تمام بيش قيمت آزاديوں کو پس پشت ڈالکر " آزاد تجارت " کی صرف ايک نامعقول آزادي قائم کر دي !

الغرض اُسنے کمزوروں کے اُس قديم خود غرضانه استعمال کي جگه جسپر مذهب و سياست کي دلفريبيوں کا نقاب پڑا هوا تها ' ايک نيا برهنه ' وحشيانه ' بے شرم ' اور کهرا خود غرضانه استعمال ايجاد کر ديا -

سرمايه دار طبقے نے اُن تمام پيشوں کي خوبياں ملياميٹ کرديں جو پہلے عزت کي نظر سے ديکھے جاتے تهے - اُسنے ڈاکٹر ' وکيل ' پروهت ' شاعر ' فلسفي ' غرضکه سب کو محض ايک اجرتي مزدور بنا کے چهوڑ ديا !

سرمايه دار طبقه نے خانداني رشتے سے محبت و جذبات کے تمام عناصر بهي نکال پهينکے ' اور اُنکي جگه ايک خالص مالي لين دين کا رشته قائم کر ديا !

سرمايه دار طبقه نے بتا ديا که وحشيانه اظهار طاقت ' جسے قرون وسطى کے رجعت پسند اِس قدر سراهتے تهے ' کامل سهُولت کے ساتهه انکے عهد ميں کس درجه کاميابي حاصل کر سکتا هے -

يه طبقه ' سب سے پهلا طبقه تها جسنے ثابت کر دکهايا که انسان کي سر گرمي کيا کچهه کر سکتي هے - اسنے مصري اهرام ' رومن نهروں ' اور گوتهک خانقاهوں سے بالکل مختلف قسم کے عجائبات پيدا کئے ' اور قديم هجرتوں اور مذهبي جهادوں سے بالکل مختلف قسم کي مهميں جاري کيں -

تمام سابق صنعتي طبقوں کے وجود کي اولين شرط يه تهي که پيداوار کے اگلے طريقے برقرار رهيں - ليکن سرمايه دار طبقه کي زندگي ناممکن هے جب تک که آلات پيداوار ' طريق پيداوار ' اور تمام اجتماعي رشتوں ميں برابر انقلاب نه هوتا رهے - چنانچه طريق پيداوار کا مسلسل انقلاب ' اجتماعي نظام کي پيهم برهمي ' دائمي بے چيني ' اور کبهي نه ختم هونے والي بے اطميناني ' يهي وه چيزيں هيں جو سرمايه دار عهد کو تمام ديگر زمانوں سے امتيار ديتي هيں -

تمام جچے تلے اور مضبوط معاشرتي رشتے مع اپنے هم آهنگ مقرر و محترم عقائد و خيالات کے فنا کرديے گئے هيں اور ان کي جگه جو رشتے اور خيالات رائج کئے گيے هيں قبل اس کے که چمکيں ' پرانے هوچکے هيں - جو کچهه بهي ٹهوس اور مقبول تها ' مٹ چکا هے - جو کچهه بهي مقدس تها ' ناپاک کرديا گيا هے - اور اب انجام کار انسان مجبور هوگيا هے که اپنے حالات زندگي اور حقيقي معاشرتي تعلقات ' کهلي آنکهوں سے ديکهے .

تمام کرهٔ ارضي کے سرمايه داروں کو اپني پيداوار کے ليے ايک برابر بڑهتے رهنے والے بازار کي ضرورت ' ديوانه کيے هوئے هے - انهيں هر جگه اپنا آشيانه بنانا ' هر مقام پر ڈيره ڈالنا ' چپه چپه سے ناتا جوڑنا ضروري هے -

سرمايه دار طبقه نے عالمگير بازار غصب کرکے تمام ممالک کي در آمد و بر آمد قومي اور ملکي قيود سے آزاد کردي هے - رجعت پسندوں کي اميدوں کے برخلاف صنعت و حرفت کے نيچے سے اُس کي بنياديں نکال کر پهينک دي هيں - قديم اور مروج صنعتيں برباد کي جا چکي هيں ' اور جو باقي هيں برابر برباد کي جارهي هيں - ان کي جگه نئي صنعتيں رائج کي جارهي هيں که جن کا رواج تمام مهذب اقوام کے ليے ايک نهايت هي اهم اور قابل غور مسئله هے ' کيونکه اِن صنعتوں کي حالت يه هے که صرف يه اپنے هي ملک کي خام پيداوار استعمال ميں نهيں لاتيں ' بلکه دور دراز علاقوں کي بهي خام پيداوار چاهتي هيں ' نيز انکي کثرت کي وجه سے اُن کي کهپت صرف انکے هي علاقے ميں نهيں بلکه دنيا کے گوشه گوشه ميں هوني چاهيے -

پراني ضروريات کي جگه جو ملکي پيداوار سے رفع هوجاتي تهيں نئي ضروريات پيدا هوگئي هيں جو اپنے رفع هونے کے ليے دور دراز ممالک کی پيداوار کا بهي مطالبه کرتي هيں -

يه حال صرف مادي پيداوار هي کا نهيں ' بلکه ذهني پيداوار کا بهي هے - ايک قوم کي دماغی پيداوار ' تمام قوموں کي عام ملکيت بن گئي هے - محدود تخيل اور بے تعلقي روز بروز ناممکن هوتي جاتي هے ' اور قومي و مقامي ادبيات سے ايک عالمگير ارضي علم ادب پيدا هو رها هے -

سرمايه دار طبقه ' آلات پيداوار کي تيز ترقي اور مواصلات کي مسلسل آسانيوں کے ذريعه وحشي سے وحشي اقوام کو بهي تهذيب کي طرف کهينچ رها هے - سامان تجارت کي ارزالي هي وه بهاري توپ هے جس کے زور سے نهايت سرکش قوموں کو بهي اطاعت پر مجبور کرديا گيا هے - تمام اقوام کو موت کي دهمکي دي جارهي هے که سرمايه دارانه طريق پيداوار اختيار کرليں ' اور نام نهاد تهذيب قبول کرکے مهذب بن جائيں -

سرمايه دار طبقه نے ديهات کو شهر کا تابع بنا ديا هے - بکثرت نئے شهر پيدا کرديے هيں - ديهات کے مقابله ميں قصبات کي آبادي ميں حيرت انگيز اضافه هوگيا هے - اور اس طرح دنيا کي بهت بڑي آبادي کو ديهاتي زندگي کي سادگيوں سے محروم کرديا هے -

اُس نے جس طرح ديهات کو شهر کا محتاج بنايا هے ' ٹهيک اُسي طرح وحشي اور نيم وحشي ممالک کو مهذب ممالک کا دست نگر بهي بنا ديا هے - کاشتکار قوموں کو سرمايه داروں کا اور مشرق کو مغرب کا محتاج بنا ديا هے -

سرمايه دار طبقه ذرائع پيدار ' ملکيت ' اور آبادي کي وسعت پر برابر قابو حاصل کرتا جاتا هے - اُس نے آبادي گنجان کردي هے - ذرائع پيداوار ميں مرکزيت پيدا کردي هے - اور ملکيت کو سميٹ کر صرف چند هاتهوں کے اندر محدود کرديا هے -

اِس صورت حال کا لازمي نتيجه ' سياسي مرکزيت تهي جو سرمايه دار طبقه کے هاتهوں وجود ميں آچکي هے ' آزاد اور نيم آزاد اقوام جن کے مصالح ' قوانين ' حکومت ' اور رسم و رواج جدا جدا تهے ' کهينچ تان کے ايک قوم بنا دي گئي هيں ' ايسي قوم جس کي حکومت ' ضابطهٔ قانون ' اجتماعي مصالح ' اور رسم و رواج ' سب ايک هيں -

سرمايه دار طبقه نے اپنے صد ساله جماعتي عهد حکومت ميں ايسي عظيم الشان بار آور قوتيں پيدا کردي هيں جنهيں تمام پچهلي نسليں بهي پيدا نه کرسکي تهيں - اُسنے قدرت کي طاقتوں پر قبضه کيا ' علم آلات اور کيميا کا صنعت و زراعت ميں استعمال کيا ' دخاني جهاز ' ريلوے ' اور تار برقي کے سلسلے جاري کيے ' زراعت کے ليے تمام براعظموں کي صفائي کي ' درياؤں کي نهر بندي کي ' اور زمين کے تمام خزانے اُلٹ ڈالے - بهلا کسي

پچھلي نسل کو يه رهم بهي گزرا تها که اجتماعي محنت کي گود ميں ايسي بار آرر قوتيں پڑي سو رهي هيں ؟

گزشته بيان ميں هم راضح کر چکے هيں که ذرائع پيداوار اور تبادله جن کي بنيادوں پر سرمايه دار طبقه نے اپني عمارت کهڑي کي هے ' اگرچه جاگيرداري کے عهد ميں پيدا هوئے تهے ' مگر خود جاگير کو اُنسے کوئي فائده نه اُتها سکي بلکه اُلٹے اُنکے گرداب ميں پڑکر تباه هوگئي ' کيونکه يه ذرائع پيداوار اور تبادله جب اپني ترقي کي ايک خاص منزل پر پهنچ گئے ' تو وه حالات جنکے ماتحت جاگيردار سوسائٹي پيدا کرتے اور تبادله کرتے تهے ' يعني کاشتکاري و دستکاري کا جاگير دارانه نظام ' ترقي يافته قوتوں کے سامنے ٹهر نه سکے - وه پيداوار کو سہارا دينے کے بجائے اُسکے حق ميں روک اور بوجهل بيڑياں بن گئے ' جن کا توڑ ڈالنا ضروري تها - چنانچه اُنکي جگه آزاد مقابلے اور سرمايه دار طبقه کي اقتصادي و سياسي حکومت نے لے لي -

ليکن اب تاريخ نے اپنا اعاده پهر شروع کيا هے ' جو کچهه جاگير داروں پر گزرا هے ' وهي اب سرمايه داروں کو در پيش هے -

سرمايه دارانه حالات ' پيداوار ' تبادله ' سرمايه دارانه املاکي رشتے ' غرضکه پوري موجوده سرمايه دار سوسائٹي جسنے ايسے عظيم الشان ذرائع ايجاد کيے هيں ' سخت مصائب ميں مبتلا هے - اسکي مثال اُس جادوگر کي سي هے جو خبيث طاقتوں کو جگا تو ديتا هے مگر انپر قابو نهيں رکهه سکتا -

بهت زمانه تک صنعت و تجارت کي تاريخ ' جديد بار آور قوتوں کي موجوده حالات کے خلاف ' ايک بغاوت کي عام تاريخ رهي هے - اس سلسله ميں اُن تجارتي مشکلات کي طرف اشاره کر دينا کافي هوگا جو وقتاً فوقتاً پوري سرمايه دار سوسائٹي کے ليے موت و حيات کا سوال پيدا کر ديا کرتي هيں -

ليکن باوجود اِن هولناک خطروں کے ايک عام اجتماعي وبا پهيلي هوئي هے جسکا نام " زائد پيداوار " هے اور جو پچهلے زمانوں ميں يقيناً ايک حماقت معلوم هوتي -

اِس صورت حال کا نتيجه يه هے که سوسائٹي اپنے تئيں اچانک ايک عارضي وحشيانه حالت ميں مبتلا پاتي هے - قحط اور بربادي کي ايک عالمگير جنگ برپا هو جاتي هے - معلوم هوتا هے که صنعت و تجارت اور زندگي کے تمام ذرائع تباه هو جائينگے - کيوں ؟ اس ليے که تهذيب بهت زياده هوگئي هے ' ذرائع زندگي بهت زياده هوگئے هيں ' صنعت بهت زياده هوگئي هے ' تجارت بهت زياده هوگئي هے !

اِن خطرات کا مقابله سرمايه دار کيونکر کرتے هيں ؟ اِس طرح که ايک طرف تو بهت سي بار آور قوتيں بجبر برباد کر ڈالتے هيں ' دوسري طرف نئے بازاروں کو فتح کرتے اور پرانے بازاروں کو مزيد روند ڈالتے چلے جاتے هيں - اِسکے معني يه هيں که وه آور بهي زياده وسيع اور زياده برباد کن مشکلات کيليے راسته هموار کر رهے هيں اور ساتهه ساتهه وه ذرائع بهي مٹاتے جاتے هيں جنسے يه مشکلات رفع کي جاسکتي تهيں -

غرضکه وه هتيار جنسے سرمايه داروں نے جاگيرداري پر فتح حاصل کي تهي ' اب خود انهيں پر اُلٹ پڑے هيں -

ليکن سرمايه داروں نے صرف يه مهلک هتيار هي نهيں گڑهے هيں ' بلکه وه لوگ بهي پيدا کر ديے هيں جو يه هتيار استعمال کرينگے - وه کون هيں ؟ موجوده مزدور !

جس تناسب سے سرمايه اور سرمايه داروں نے ترقي کي هے ' اِسي تناسب سے مزدوروں نے بهي ترقي کي هے - اِس طبقه کي زندگي اُسي وقت تک هے جبتک اُسے کام ملتا رهے ' اور کام اُسي وقت تک ملتا هے جبتک وه سرمايه کو بڑهاتا رهے - يه مزدور جو اپنے تئيں فرداً فرداً بيچ ڈالنے پر مجبور کر ديے گئے هيں ' تجارت کي دوسري چيزوں کي طرح ايک جنس هوگئے هيں اور مقابله کے هير پهير اور نرخ کے چڑهاؤ اُتار سے هميشه مصيبت جهيلتے رهتے هيں -

مزدور کا کام ' کلوں کے کثرت استعمال اور محنت کي تقسيم کے باعث اپني انفرادي شخصيت سے محروم هوگيا هے اور اب مزدور کيليے اپنے اندر کوئي خاص کشش نهيں رکهتا - مزدور مشين کا محض ايک ضميمه بنا ديا گيا هے ' جس سے نهايت آسان کام کي خواهش کي جاتي هے - جسکا نتيجه يه هے که اب اُسکي قيمت گهٹ کر بس اِتني هي ره گئي هے که مزدور بمشکل اُس سے اپني قوت لايموت کا سامان کرسکتا هے -

اب ايک مصنوعي برتن اور مزدور ' دونوں هم درجه چيزيں هوگئي هيں جنکي قيمت اُنکي لاگت کے حساب سے هوتي هے - يهي سبب هے که جوں جوں محنت سستي هوتي جاتي هے ' مزدوري بهي گهٹ رهي هے - پهر تماشه يه هے که جسقدر کام کي تقسيم اور کلوں کا استعمال بڑهتا جاتا هے ' اِسي قدر کام کا بوجهه بهي بڑهه رها هے ' يا تو کام کے گهنٹے بڑها ديے جاتے هيں ' يا زياده کام ايک خاص وقت ميں ليا جاتا هے ' يا مشين کي رفتار ميں اضافه کر ديا جاتا هے ' (وغيره وغيره)

موجوده صنعت نے نيک آقا کي چهوٹي سي دکان کو صنعتي سرمايه دار کے بڑے کارخانه کي صورت ميں بدل ديا هے - مزدوروں کے غول کے غول کارخانوں ميں بهرے هوئے هيں جن کي تنظيم سپاهيوں کي طرح کي جاتي هے ' اور جو سپاهيوں هي کي طرح چهوٹے بڑے افسروں کي ايک مطلق العنان حکومت کے شکنجه ميں جکڑ ديے گئے هيں - وه نه صرف سرمايه دار طبقے اور سرمايه دار حکومت کے غلام هوتے هيں ' بلکه انهيں شب و روز هر سرمايه دار صناع کي بهي غلامي کرني پڑتي هے -

جسقدر کهلے الفاظ ميں يه خود سر حکومت اعلان کرتي جاتي هے که خود غرضي اور منفعت شخصي اس کا مقصد هے ' اُسي قدر وه حقير ' نفرت انگيز ' اور تکليف ده هوتي جاتي هے !

دستي مشقت ميں قوت اور اُپسٹي کي ضرورت جتني کم هوتي جاتي هے ' يعني موجوده صنعت جس قدر زياده ترقي کرتي جاتي هے ' اُسي قدر مردانه محنت کي جگه زنانه محنت کو دي جارهي هے - مزدوري پيشه طبقه کے ليے اب عمر اور جنس کا اختلاف کوئي معاشرتي اهميت نهيں رکهتا - مزدور مرد اور عورتيں سب کے سب محنت کے پرزے هوگئے هيں جن کي قيمت عمر اور جنس کے لحاظ سے گهٹتي بڑهتي رهتي هے -

جوں هي مزدور کو اپنے سرمايه دار آقا سے مزدوري ملتي هے ' فوراً دوسري سرمايه دار جماعتيں اُس پر ٹوٹ پڑتي هيں : مکان دار ' دوکان دار ' ساهوکار ' غرضکه سب کے سب اُس کے لوٹنے کهسوٹنے کو آ موجود هوتے هيں -

ادنى اور متوسط طبقه ' چهوٹے دوکاندار ' سوداگر ' زراعت پیشه ' زمیندار ' دستکار ' سب کے سب مزدوري پیشه طبقه میں جذب هو رهے هیں - کچهه تو اس وجه سے که انکا معمولي سرمایه موجوده صنائع کیلیے ناکافي هے اور بڑے بڑے سرمایه داروں کے مقابله میں بیکار هوجاتا هے ' اور کچهه اس وجه سے که انکے خاص پیشوں کو پیداوار کے نئے ذرائع نے ظاهر هوکر بے قدر کر دیا هے - اس طرح مزدوروں کا یه طبقه صرف مزدوروں هي سے نہیں بلکه آبادي کے هر حصه سے مرکب هے -

(۲)

مزدوري پیشه طبقه مختلف تدریجي مرحلوں سے گزر کر اس درجه تک پهنچا هے - سرمایه دار کے برخلاف اُسکي جد و جهد اُسکي پیدائش کے وقت هي سے شروع هوگئي هے -

سب سے پہلے یه جد و جهد ایک فرد واحد مزدور کي جد و جهد کي حیثیت سے شروع هوئي ' پهر کسي ایک کارخانه کے مزدوروں کي جد وجهد بني ' پهر کسي خاص نواح کے تمام هم پیشه مزدوروں کي جد و جهد کي صورت میں تبدیل هوگئي ' جسکا مقصد سرمایه داروں سے جنگ کرنا تها جو ان سب کو براه راست تباه کر رها تها -

اس منزل میں مزدور ' سرمایه دارانه طریق پیداوار پر نہیں بلکه خود آلات پیداوار پر حمله کرتے تهے - بیروني مال برباد کر ڈالتے تهے ' مشینیں توڑ پهوڑ ڈالتے تهے ' کارخانوں میں آگ لگا دیتے تهے ' اور کوشش کرتے تهے که طاقت کے زور سے اپني وہ حیثیت پهر قائم کردیں جو قرون وسطی میں ضائع هوچکي تهي - لیکن باوجود متحده مقصد رکهنے کے ' اس منزل میں ' مزدور ایک غیر متحد بهیڑ کي شکل رکهتے تهے جو تمام دنیا میں پهیلي هوئي تهي ' اور جسکے اندر باهمي مقابله کے جذبه نے پهوٹ ڈال دي تهي -

اس دور میں مزدور جب منظم هونے کیلیے متحد هوئے ' تو یه انکے اپنے اتحاد کا نہیں ' بلکه سرمایه دار طبقه کے اتحاد کا نتیجه تها - وہ اپنے سیاسي مقاصد کے حصول کیلیے مجبور هو جاتا تها که مزدوروں میں ایک نئي حرکت پیدا کردے -

اس منزل میں مزدور براه راست اپنے دشمنوں سے نہیں لڑتے تهے ' بلکه ان کي جنگ اپنے دشمن کے دشمنوں سے هوتي تهي ' یعني مطلق العنان شاهي سے ' زمینداروں سے ' غیر صنعتي اور چهوٹے چهوٹے سرمایه داروں سے -

اس طرح مزدوروں کي یه پوري تاریخي تحریک ' سرمایه دار طبقه هي کے هاتهوں میں رهي هے ' اور تمام کامیابیاں جو آجے حاصل هوئي هیں ' سرمایه داروں هي کي کامیابیاں هیں -

صنعت کي ترقي کے ساتهه ساتهه مزدوري پیشه طبقه کي کمیت میں صرف افراد هي کا اضافه نہیں هوا ' بلکه بڑي بڑي جماعتیں بهي اس میں شامل هوتي گئیں اور ابتک هو رهي هیں -

اس کي طاقت روز بروز بڑه رهي هے اور وہ اپني طاقت کي افزوني برابر محسوس کر رها هے -

جوں جوں مشینري ' محنت کے امتیازات مٹاتي جاتي هے اور اُجرت هر جگه کم سے کم کرتي جاتي هے ' اسي قدر مزدوروں کے فوائد اور حالات زندگي میں بهي یکسانیت پیدا هو رهي هے -

سرمایه دار طبقه میں مقابله کي روح جس قدر ترقي کرتي جاتي هے اور تجارتي مشکلات جسقدر بڑهتي جاتي هیں ' اسي قدر مزدوروں کي اجرت میں اتار چڑهاؤ زیاده هوتا جاتا هے - مشینري کي مسلسل اور تیز ترقي مزدوروں کي روزي کو برابر غیر محفوظ بنا رهي هے ' اور انفرادي مزدور اور انفرادي سرمایه دار کا شخصي تصادم ' جماعتي تصادم کي صورت اختیار کرتا جاتا هے - ایک طرف مزدور ' سرمایه داروں کے خلاف متحد هو رهے هیں - دوسري طرف سرمایه دار شرح اجرت برقرار رکهنے کے لیے مزدوروں کے برخلاف جتها بندي کر رهے هیں - انهوں نے اپنے تئیں مستقل انجمنوں کي صورت میں منظم کرلیا هے ' تاکه اچانک تصادم کے لیے پہلے سے طیار رهیں - کہیں کہیں یه باهمي لڑائي بغاوت کي صورت میں بهي پهوٹ چکي هے -

کبهي کبهي مزدوروں کو فتح حاصل هوجاتي هے ' مگر محض تهوڑي مدت کے لیے - اس سے همیں گهبرانا نہیں چاهیے - کیونکه ان کي جد و جهد کا اصلي ثمره فوري کامیابي نہیں بلکه اُن کے بڑهتے هوئے اتحاد میں هے - اس اتحاد کو موجوده ذرائع آمد و رفت سے جو موجوده صنعت کي ایجاد هیں ' بهت مدد مل رهي هے - مختلف ممالک کے مزدور باهم دگر مل رهے هیں ' اور اس طرح وہ کام انجام پا رها هے جس کي ازحد ضرورت تهي - وہ اتحاد جس کے حصول میں قرون وسطی کے شہریوں کو اپني خراب سڑکوں کي وجه سے صدیاں لگ جاتیں ' موجوده مزدوروں کو ریلوے کے ذریعه چند سالوں کے اندر حاصل هوگیا هے -

مزدوروں کي جماعتي اور سیاسي تنظیم خود اُن کے باهمي مقابله کي وجه سے همیشه رک رک جایا کي هے ' لیکن هر مرتبه زیاده قوت ' زیاده استقلال ' اور زیاده استحکام کے ساتهه اُبهري هے - سرمایه داروں کي باهمي پهوٹ سے اُسے کافي فائده پهنچا هے ' اور وہ هر موقعه پر مزدوروں کے حقوق و مفاد کے قانوني اعتراف پر مجبور هوگئے هیں -

قدیم سوسائٹي میں جماعتوں کا باهمي تصادم ' مختلف طریقوں سے مزدوري پیشه طبقه کو بڑها رها هے - خود سرمایه دار بهي مجبوراً اسکي ترقي کا باعث هوئے هیں - وہ اپنے تئیں ایک مسلسل حالت جنگ میں پاتے هیں - ایک طرف خانداني امارت هے ' دوسري طرف خود سرمایه داروں کي وہ جماعتیں هیں جنکے مفاد صنعتي ترقي کے منافي هیں - تیسري طرف بیروني ممالک کے سرمایه دار هیں جو هر وقت ٹوٹ پڑنے کیلیے طیار هیں - غرضکه سرمایه داروں کو هر طرف لڑنا اور هر ایک سے نبرد آزمائي کرني پڑتي هے - ظاهر هے ' وہ تن تنها اتنے دشمنوں کا مقابله نہیں کر سکتے ' اور مجبور هوتے هیں که مزدوروں سے اعانت کي اپیل کریں - اس طرح وہ خود هي مزدوروںکو سیاسي اکهاڑه میں کهینچ لاتے هیں ' اور اُن کیلیے اجتماعي تعلیم کے عناصر مهیا کردیتے هیں - وہ خود هي مزدوروں کے هاتهه میں وہ هتیار دیدیتے هیں جو خود اُن کے خلاف استعمال کیے جائینگے !

صرف یهي نہیں بلکه صنعت کي ترقي نے حکمراں طبقه کے تمام حصوں کو بهي عجلت اور گهبراهٹ کے ساتهه مزدوري پیشه طبقه کي طرف دهکیلنا شروع کر دیا هے ' یا کم از کم انکي زندگي خطره میں ڈالدي هے - یهي وجه هے که یه حکمراں جماعت مزدوري پیشه طبقه کیلیے ترقي کے بے شمار پرزے مهیا کر رهي هے -

جس طرح پچھلے زمانہ میں شرفاء کا ایک حصہ سرمایہ داروں میں آ ملا تھا ' اسی طرح اب سرمایہ داروں کا ایک حصہ مزدوروں میں آ رہا ہے ' خصوصاً وہ مفکر حصہ جسے اِس تاریخی تحریک کا نظری علم حاصل ہوگیا ہے -

تمام جماعتیں جو فی الحال سرمایہ دار طبقہ سے برسر جنگ ہیں ' انمیں صرف مزدوری پیشہ جماعت ہی ایک حقیقی انقلابی جماعت ہے - باقی تمام دوسری جماعتیں موجودہ صنعت کے سامنے سڑتی اور گلتی چلی جاتی ہیں - اور یہ کچھہ عجیب نہیں ' کیونکہ مزدوری پیشہ طبقہ ہی صنعت و حرفت کی خاص اور براہ راست پیداوار ہے -

رہا ادنی اور متوسط طبقہ ' چھوٹے چھوٹے دستکار ' معمولی دکاندار ' زراعت پیشہ زمیندار ' تو یہ سب سرمایہ دار طبقہ سے اس لئے جنگ کر رہے ہیں کہ متوسط طبقہ کے رکن ہونے کے لحاظ سے اپنی حیثیت برقرار رکھیں - یہ جماعتیں انقلابی نہیں بلکہ قدامت پسند ہیں - قدامت پسند ہی نہیں بلکہ رجعت پسند بھی ہیں - وہ تاریخ کا چکر لوٹا کر الٹا چلانے کی کوشش کر رہی ہیں - اگر وہ کبھی انقلابی ہو بھی گئیں ' تو صرف اس خوف سے ہونگی کہ مبادا مزدوری پیشہ طبقہ میں جبراً دھکیل نہ دی جائیں -

گزشتہ سوسائٹی کے معاشرتی حالات اب مزدوروں کے معاشرتی حالات میں مدغم ہو چکے ہیں - مزدوری پیشہ طبقہ بغیر کسی ملکیت کے ہے ' اسکے اپنے بیوی بچوں سے رشتے سرمایہ دارانہ خاندانی رشتوں سے بالکل مختلف ہیں - موجود صنعتی محنت اور سرمایہ داری نے انگلینڈ ' فرانس ' امریکہ ' اور جرمنی میں مزدوروں کے تمام قومی اخلاق خراب کر ڈالے ہیں - مزدوروں کے حق میں قانون ' اخلاق ' مذہب ' ٹٹیاں ہیں جنکے پیچھے بیٹھکر سرمایہ دار انھیں شکار کیا کرتے ہیں -

تمام گزشتہ جماعتوں نے طاقت پاکر ہمیشہ یہی کوشش کی ہے کہ اپنی حیثیت مضبوط کرنے کیلیے تمام سوسائٹی کو اپنے ہی طریق عمل کا پابند کردیں - مزدوروں کو بھی اسی اصول پر عمل کرنا چاہئے - وہ سوسائٹی کی بار آور قوتوں پر قابو حاصل نہیں کر سکتے جبتک کہ سب تمام پرانے دستوروں کو منسوخ نہ کردیں - خود مزدوروں کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جسکی انھیں حفاظت کرنی ضروری ہو - انہیں شخصی ملکیت کی تمام سابق پابندیاں اور ضمانتیں منسوخ کردنی چاہئیں -

تمام پچھلی تاریخی تحریکیں یا تو آبادی کی اقلیت کی تحریکیں تھیں یا انکے مفاد کیلیے تھیں - لیکن مزدوروں کی تحریک بالکل دوسری ہی نوعیت کی ہے - وہ عظیم الشان اکثریت کی ایک حساس تحریک ہے اور عظیم الشان اکثریت کے مفاد کیلیے ہے -

مزدوری پیشہ طبقہ ' موجودہ سوسائٹی کی سب سے نچلی پرت ہے - وہ اس وقت تک نہیں اٹھہ سکتا ہے ' جبتک کہ اوپر کے وہ تمام پرت جنسے کہ موجودہ سوسائٹی مرکب ہے ' پرزے پرزے کر کے اڑا نہ دیے جائیں -

اگرچہ مزدوروں کا قیام قومی بنیادوں پر نہیں ہے ' لیکن سرمایہ داروں کے برخلاف انکی جد و جہد ضرور قومی ہے - ہر ملک کے مزدوروں کو قدرتی طور پر سب سے پہلے اپنے یہاں کے سرمایہ داروں سے نمٹ لینا چاہئے

ابن بطوط کی سیاحت

(ایشیائی تاریخ میں اُس کا مرتبہ)

(عبد اللہ عنان ایک مصری اہل قلم کے قلم سے)

عین اُس زمانے میں جبکہ مارکو پولو نے اپنی ایشیائی سیاحت ختم کی ' طنجہ (مراکش) میں ایک مسلمان سیاح پیدا ہوا (۷۰۳ھ - سنہ ۱۳۰۴ ع) اِس کا نام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ تھا - بعد میں دنیا نے اُسے ابن بطوطہ کے نام سے جانا - آٹھویں صدی ہجری کی چند ممتاز شخصیتوں میں سے ایک شخصیت اس کی بھی ہے -

ابن بطوطہ کی طفولیت اور ابتدائی تعلیم و تربیت سے ہم ناواقف ہیں - لیکن اُس کے سفر نامے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے دینی علوم میں پوری طرح مہارت حاصل کرلی تھی - ہم اُن اسباب سے بھی ناواقف ہیں جنھوں نے اِس طویل سیاحت پر اُسے آمادہ کیا - زیادہ سے زیادہ ہم یہ جانتے ہیں کہ ۲۲ سال کی عمر میں اُسے حج اور بیت اللہ کی زیارت کا شوق پیدا ہوا اور اِسی ارادے سے وہ وطن سے نکلا - معلوم ہوتا ہے اِس سفر کے لیے اُس کی مادی طیاری کافی نہ تھی - تاہم وہ جرأت کرکے چل پڑا اور مغرب اقصیٰ کے بڑے بڑے شہر : تلمسان ' الجزائر ' بجایہ ' قسطنطنیہ سے گزرتا ہوا تیونس پہنچا اِس وقت سیاح کا آغاز شباب تھا - غریب الوطنی کے مصائب سے ناآشنا تھا - خود بیان کرتا ہے کہ جب تیونس میں اُسے کسی نے اجنبیت کی وجہ سے سلام نہ کیا " تو اُس کا دل بے اختیار ہوگیا - آنسو جاری ہوگئے - اور سخت رنج و الم محسوس ہوا ! "

حاجیوں کے قافلہ کے ساتھہ وہ پہلے طرابلس پھر اسکندریہ پہنچا - یہ اُس کے سفر کا دسواں مہینہ تھا - اسکندریہ اُسے بہت پسند آیا اور اُس نے گوارا نہ کیا کہ سر سری طور پر دیکھہ کر آگے بڑہ جائے - چنانچہ وہ ٹھہر گیا اور ایک محقق سیاح کی طرح شہر اور اُس کے آثار کی تحقیقات شروع کردی - یہاں سے فارغ ہوکر قاہرہ پہنچا پایۂ تخت کی عمارتیں ' مسجدیں ' ہرام دیکھے - پھر پورے ملک کی ایک سرے سے دوسرے سرے تک سیاحت کی - اِسی قدر نہیں بلکہ وہ مصر کے علماء ' امراء ' حتیٰ کہ بادشاہ تک سے ملا - یہ زمانہ ملک ناصر بن قلاوئن کا تھا -

مصر سے صحراء سینا کی راہ فلسطین پہنچا اور وہاں کے اسلامی اور مسیحی مقامات مقدسہ کی سیر کی - پھر شام گیا اور تمام بڑے بڑے شہر اور آثار دیکھے - شام سے صحراء کو عبور کرکے حجاز پہنچا اور حج سے مشرف ہوا -

ہم کہہ چکے ہیں کہ اُس نے حج کی نیت سے سفر شروع کیا تھا - مگر اُس میں کامیاب ہونے کے بعد وہ وطن واپس نہیں ہوا - معلوم ہوتا ہے اِسی زمانے میں اُسے مشرقی دنیا کی سیاحت کا خیال پیدا ہوا - چنانچہ وہ عراق کے ارادے سے چل پڑا اب اُسے صحراء عرب سے گزرنا تھا - یہ مرحلہ بہت ہی سخت تھا - اب تک اسے کوئی ایسا خطرناک سفر پیش نہیں آیا تھا - تاہم وہ بے خوف و خطر روانہ ہوجاتا ہے - درحقیقت ابن بطوطہ کی سیاحت اور

عظمت کا باب اِسي وقت سے شروع هوتا هے - اِسي سفر میں اُس کي دماغي قابلیت ' محققانه روح ' اور عزم و همت کي قوت ظاهر هوتي هے - اِسي سفر میں اُسے فارسي اور ترکي زبانیں بهي سیکهني پڑتي هیں - فارسی زبان سے سیاح کو بهت مدد ملي ' خصوصاً هندوستان میں تهیک اُسي طرح جس طرح اُس کے پیشرو ' مارکو پولو کو تاتاري زبان سے مدد ملي تهي !

غرضکه ابن بطوطه اپنے مشرقي سفر پر روانه هوگیا - نجد اور صحراء عرب کو طے کرکے عراق پهنچا راستے کے جمله حالات و آثار مفصل قلم بند کیے - پهر دجله و فرات کو عبور کرکے عراق عجم میں داخل هوا ' اور شیراز و اصفهان وغیرہ کی سیر کي - لیکن وہ آگے نهیں بڑها بلکه لوٹ کر پهر دجله و فرات عبور کیا اور عراق عرب میں سفر شروع کردیا - اُس وقت بغداد کی حالت نهایت زبون تهي - تاتاریوں کی تخریب کے بعد ' عباسي دار الخلافه ویران هوگیا تها - ابن بطوطه یهاں بهت متاثر نظر آتا هے اور ایک سچے مسلمان کي طرح رنج و غم کا اظهار کرتا هے -

بغداد سے سیاح ' موصل پهنچا - موصل سے نصیبین اور سنجار آیا - اِس سر زمین کے تمام امراء و سلاطین سے ملاقات کي - یهاں پر اُس کي سیاحت اچانک منقطع هوجاتی هے - نهیں معلوم کیوں ' وہ پهر بغداد اور بغداد سے مکه پهنچ جاتا هے - وہ هم سے صرف اِس قدر کهتا هے که دوسري مرتبه مکه معظمه اِس حال میں پهنچا که سخت بیمار تها - چنانچه کامل ایک سال جوار بیت الله میں مقیم رهتا هے - اِس طویل اقامت کے بعد پهر اُس میں نیا جوش پیدا هوتا هے اور پہلے سے بهي زیادہ طویل سفر پر روانه هوجاتا هے -

چنانچه وہ یمن پهنچتا هے - پهر سومال جاتا هے - پهر ساحل بحر عرب کے تمام ممالک کي سیر کرتا هوا عمان اور بحرین میں جا نکلتا هے - بحرین میں موتی نکالنے والوں سے ملتا هے - مگر ٹهرتا نهیں اور صحراء طے کرکے دوبارہ مکه معظمه میں وارد هوتا هے - یهاں ملک الناصر شاہ مصر سے اُس کي ملاقات هوتي هے

حج کے بعد پهر سفر شروع کرتا هے اور اِس مرتبه بحر احمر عبور کرکے سوڈان ' بلاد زنجبار صعید مصر کی سیاحت کرتا هوا قاهرہ پهنچتا هے - لیکن قیام نهیں کرتا بلکه شام چلا جاتا هے اور ساحل لاذقیه سے جهاز پر بیٹهه کے سنه ۷۳۳ ھ (سنه ۱۳۳۳ع) میں ساحل اناطولیه پر قدم رکهتا هے -

(اناطولیه)

اُس وقت اناطولیه میں سلجوقی امراء و سلاطین کا دور پورہ تها - لیکن آل عثمان کا اقبال عروج حاصل کررها تها - آهسته آهسته سلجوقي امراء اُس کے سامنے هتیار رکهتے جاتے تهے - سلطنت عثمانیه کے باني اول عثمان نے بیزنطینی شهنشاهي میں بهي دور تک هاتهه پاؤں پهیلا دیے تهے - اُس وقت عثماني ریاست کا پایۂ تخت بروسه تها اور ابن بطوطه کے زمانے میں سلطان اُرخان بن عثمان کي حکومت تهي -

اُرخان کے علاوہ سلجوقي امراء میں سب سے زیادہ طاقتور محمد اُزبک خاں شاہ شمال تها - یه شهنشاہ قسطنطنیه کا داماد بهي تها - ابن بطوطه یه ملک دیکهه کر بهت متعجب هوا - کیونکه اگرچه یهاں اِسلام کو غلبه حاصل هوچکا تها مگر نومسلموں کے عادات و اطوار عجیب طرح کے تهے - اِبن بطوطه نے پورے ملک کي سیاحت کي هے اور بڑی تفصیل سے جمله حالات بیان کیے هیں - یه عجیب بات هے که هر ملک میں وہ قصر شاهي تک رسائي حاصل کرلیا کرتا تها - یهاں کے بهي تمام اُمراء و سلاطین سے اُسنے ملاقاتیں کیں

(قسطنطنیه)

اناطولیه سے وہ قسطنطنیه کو چلا - خوش قسمتي سے اُس زمانے میں سلطان محمد اُزبک خاں کی ملکه " خاتون بیلون " بهي اپنے باپ شهنشاہ قسطنطنیه کي ملاقات کو جا رهي تهي - اِبن بطوطه اِسي شاهي قافله میں داخل هوگیا اور سنه ۷۳۳ ھ - سنه ۱۳۳۳ع میں نهایت تزک و احتشام سے بیز نطیني پایۂ تخت میں داخل هوا -

سیاح خود اپني زبان سے یه واقعه اِس طرح بیان کرتا هے :

" هم زوال کے وقت قسطنطنیۂ عظمیٰ میں داخل هوئے - پورے شهر میں ناقوس اِس زور سے بج رهے تهے که در و دیوار تک گونج اٹهے تهے - هم قصر شاهي کے پہلے پهاٹک پر پهنچے - وهاں سو سنتري اپنے سپه سالار کے ساتهه کهڑے تهے اور آپس میں کهه رهے تهے " سراکنو ' سراکنو " جس کے معني هیں " مسلمان " (یوناني زبان میں Sarrazino عرب مسلمانوں کا نام هے - شاید اِبن بطوطه نے یهي لفظ سنا هوگا)

پهر وہ شهنشاہ سے اپني ملاقات کا حال لکهتا هے :

" چوتهے دن خاتون نے اپنا غلام سنبل هندي میرے پاس بهیجا - وہ مجهے قصر شاهي میں لے گیا - هم چار پهاٹکوں سے گزرے - هر پهاٹک میں مسلح سپاهي موجود تهے - پانچویں پهاٹک پر غلام مجهے چهوڑ کر چلا گیا - پهر چار رومي نو جوانوں کو لے کر لوٹا - اُنهوں نے میري تلاشي لي که کوئي چهري تو چهپي هوئي نهیں هے - افسر نے بتایا که یهاں کا دستور ایسا هي هے - جو شخص بهي بادشاہ سے ملنا چاهتا هے ' اُس کي تلاشي ضرور لي جاتي هے - پهر پهاٹک کهولا گیا - میں اندر داخل هوا - چار آدمیوں نے مجهے گهیر لیا - دو مجهے آگے سے پکڑے تهے ' دو پیچهے تهے - میں ایک بڑے ایوان میں داخل کیا گیا - اُس کی دیواریں بهت آراسته تهیں - قسم قسم کے حیوانات و نباتات کي تصویریں بني تهیں - بیچ میں فوارہ تها - دونوں جانب سپاهي صف بسته کهڑے تهے اور بالکل خاموش تهے - وسط میں تین اور آدمي کهڑے تهے - اِنهوں نے مجهے میرے محافظوں سے لے لیا اور اُسي طرح پکڑ کر لے چلے - انمیں ایک یهودي تها - یهودي نے مجهه سے عربي میں کها " ڈرو نهیں ' میں ترجمان هوں " پهر میں ایک عظیم گنبد میں داخل کیا گیا - شهنشاہ مع اپني ملکه کے تخت شاهي پر جلوہ افروز تها - داهني طرف چهه آدمي کهڑے تهے بائیں طرف چار آدمي تهے - سب هتیار بند تهے - بادشاہ کے قریب پهنچنے سے پہلے مجهه سے کها گیا که تهوڑي دیر بیٹهه کر حواس درست کرلو - پهر میں تخت شاهي کے سامنے پهنچایا گیا - میں نے سلام کیا - بادشاہ نے بیٹهنے کا اِشارہ کیا - مگر میں بیٹها نهیں - بادشاہ نے مجهه سے بهت سے سوال کیے - بیت المقدس کي بابت پوچها - مقدس چٹان ' مولد مسیح ' بیت لحم ' شهر خلیل ' کا حال دریافت کیا - پهر دمشق ' مصر عراق ' اور رومي ممالک کے حالات پوچهے - میں نے هر سوال کا جواب دیا - یهودي ترجمه کرتا جاتا تها - شاید شهنشاہ کو میري گفتگو پسند آئي - چنانچه اُس نے اپنے لڑکوں سے کها اِس شخص کی عزت کرو اور امن و امان میں رکهو - پهر میرے لیے خلعت کا حکم دیا - نیز ایک آراسته گهوڑا اور چهتر بهي عنایت کیا ' جو شاهي امان کي علامت هے "

اِس شهنشاہ کا نام اِبن بطوطه نے تکفور اور اُس کے باپ کا نام جرجیس لکها هے - ممکن هے یه اُن کے مسیحي نام هوں - ورنه

معلوم ہے کہ اُس عہد کے قیصر کا نام اندرو نیکوس ثالث تھا اور اُسکا باپ اندرونیکو ثاني تھا -

اُس زمانے میں قسطنطنیہ اپني سابق عظمت سے بہت کچھہ محروم هوچکا تھا - ستر برس پہلے صلیبي مجاهدوں نے اُسے فتح کیا اور بہت کچھہ برباد کرکے چلے گئے - تاهم اب بھي وہ عروس البلاد تھا - اِبن بطوطہ نے پوري تدقیق سے اُس کا حال لکھا ہے - ایک جگہ کہتا ہے :

" یہ شہر بہت هي عظیم الشان ہے - دو حصوں میں منقسم ہے - وسط میں ایک بہت زیادہ مد و جزر رکھنے والا دریا موجزن ہے - (یعني قرن الذهب) اِس دریا کا نام " ابسمي " ہے - شہر کے ایک حصے کا نام " اصطنبول " ہے اور دریا کے مشرقي کنارے پر آباد ہے - اِسي میں قصر شاهي اور امراء کے محل هیں - یہ حصہ بہت آباد ہے - بازار پر رونق هیں - سڑکیں کشادہ اور پختہ هیں - شہر ایک پہاڑ پر آباد ہے جو نو میل تک سمندر میں پھیلتا چلا گیا ہے - اُس کي چوٹي پر ایک چھوٹا سا قلعہ اور شاهي محل ہے - ایک دیوار اِس پہاڑ کو گھیرے هوئے ہے اور سمندر کي طرف سے اُسے مسخر کرنا نا ممکن ہے - اِسي حصے کے وسط میں کلیسا ایا صوفیا ہے - شہر کے دوسرے حصے کا نام " غلطہ " ہے - وہ دریا کے مغربي کنارے پر ہے - اِس حصے میں فرنگي نصاری رهتے هیں - چنانچہ جنیوا ' وینس ' روم ' فرانس ... کے باشندے موجود هیں "

عرب سیاح نے بڑي تفصیل سے قسطنطنیہ کے گرجوں اور خانقاهوں کا حال لکھا ہے - خاص شاهي اذن سے اُس نے ترجمان کے ساتھہ اِن تمام مقامات کي سیر کي تھي -

قسطنطنیہ میں چند هفتے مقیم رہا - یوناني تمدن کا اُس کے دل و دماغ پر گہرا اثر پڑا - پھر وہ دو بارہ اناطولیا طے کرکے ترکستان کي طرف بڑھا اور خوارزم میں اترا - اُس وقت یہ صوبہ مذکور الصدر سلطان محمد ازبک کے زیر نگیں تھا - یہاں سے بخارا پہنچا - شہر تاتاري حملہ سے برباد هو چکا تھا - عرب سیاح نے حضرت امام بخاري جامع حدیث کي قبر کي زیارت کي - پھر بلوچستان هوتا هوا هندوستان میں داخل هوا ' اور سنہ ۷۳۴ ھ میں پنجاب پہنچ گیا -

ابن بطوطہ کا سفر هندوستان بہت طویل تھا - اُس نے اس براعظم کو مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک طے کیا - حتی کہ سیلون تک پہنچا - هندوستان کے مسلمان بادشاهوں سے ملاقاتیں کیں - سلطان محمد شاہ سے بہت تقرب حاصل هوگیا تھا - یہاں وہ کئي سال رہا اور منصب قضاء پر مامور هوگیا - نیز کئي سیاسي سفارتوں پر بھي گیا ' اور بادشاہ کي بہت سي خدمات بجا لایا -

هندوستان کے حالات ابن بطوطہ نے بہت تفصیل سے بیان کیے هیں - هندوؤں کے رسم و رواج ' عبادات ' عادات پر بحث کي ہے - هندوستان میں ایک مرتبہ اُسے ڈاکوؤں نے لوٹ لیا تھا - اُس کے کاغذات بھي لے گئے تھے - سیاح اپنے کاغذات کے نقصان پر بہت متأسف ہے - کیونکہ اُن میں اُس کے سفر کي یاد داشتیں بھي تھیں -

هندوستان سے وہ جاوا اور سماترا گیا - پھر شمال کي طرف روانہ هوا - وہ هم سے کہتا ہے کہ یہ سفر چین کا تھا - مگر تفصیل سے معلوم هوتا ہے کہ وہ چیني هندوستان اور جنوبي چین سے آگے نہیں بڑھا - شمال میں اُس کا سفر بہت هي محدود تھا - چین سے پھر جاوہ کے طرف لوٹا - جاوہ سے هندوستان آیا - پھر فارس ' عراق ' شام ' مصر هوتا هوا تیونس پہنچا - تیونس سے جہاز پر بیٹھا ' اور سنہ ۷۵۳ ھ میں فاس پہنچ گیا - یعنی کامل ۲۵ - سال سفر کے بعد وطن واپس هوا !

لیکن اپنے وطن طنجہ میں اُس کا قدم زیادہ دن تک نہیں جما - اندلس کي سیاحت پر روانہ هوگیا - اُس وقت یہ اسلامي سلطنت سمٹ کر غرناطہ کے علاقہ میں محصور هوگئي تھي - سلطان ابو الحجاج یوسف بن الولید النصري کا زمانہ تھا - ابن بطوطہ نے وهاں کے علماء و فقہاء سے ملاقاتیں کیں ' قدیم آثار دیکھے ' پھر مراکش واپس آ گیا -

مگر یہ واپسي بھي عارضي تھي - تھوڑے هي عرصہ بعد صحراء اعظم کي راہ سے سوڈان کے سفر پر روانہ هوگیا - لیکن یہ اُس کا آخري سفر تھا - سلطان ابو عنان شاہ مراکش مزید سفر سے مانع هوا اور اپني مصاحبت پر اصرار کیا - یہ واقعہ سنہ ۷۵۵ ھ کا ہے - ابن بطوطہ نے مسلسل ۳۰ برس تک سیاحت کي - ۲۲ برس کي عمر میں سیاحت شروع کي اور ۵۵ - برس کي عمر میں ختم کي -

ابن بطوطہ سلطان مراکش کا درباري بن گیا - سلطان اُس کے حالات سفر سن کر بہت مسرور هوتا تھا - بعض لوگ ابن بطوطہ کي صداقت میں اُسي طرح شبہ کرتے تھے ' جس طرح اِس کے پیشرو مارکو پولو کو اُس کے هم عصروں نے غلط بیان قرار دیدیا تھا - ابن بطوطہ کو ابناء زمانہ کي اِس بے قدري پر بہت افسوس تھا - ایک جگہ وہ نہایت رنجیدہ هوکر لکھتا ہے " خدا جانتا ہے میرے بیانات صحیح هیں - خدا کي گواهي میرے لیے کافي ہے "

علامۂ ابن خلدون نے جب اپني تاریخ کبیر مدون کرنا شروع کي ' تو ابن بطوطہ اور اُس کي سیاحت کا قصۂ تازہ تھا - وہ اپنے مقدمہ میں لکھتے هیں :

" سلطان ابو عنان کے عہد میں طنجہ کا ایک شخص ابن بطوطہ نام مراکش میں آیا - یہ مشرق میں سیاحت کرچکا تھا - عراق ' یمن هندوستان وغیرہ ممالک میں پھرا تھا - شاہ هند کے پایۂ تخت دهلي میں بھي گیا تھا ' اور سلطان محمد شاہ کا مقرب هوگیا تھا ' حتی کہ عہدۂ قضا پر بھي مامور هوگیا - سفر سے واپسي کے بعد اُسنے سلطان ابو عنان کے دربار میں رسوخ حاصل کیا - وہ اپنے عجیب عجیب مشاهدے بیان کیا کرتا تھا - حتی کہ بہت سے لوگ اُسے جھوٹا سمجھنے لگے تھے - ایک دن میں نے سلطان کے وزیر فارس بن وردار سے اِس بارے میں گفتگو کي اور بتایا کہ لوگ کس طرح اُس کي تکذیب کر رهے هیں - وزیر نے مجھے جواب دیا " تمھیں اُن سلطنتوں کے حالات کا انکار نہیں کرنا چاهیے جن سے ناواقف هو "

اِبن بطوطہ کو مارکو پولو پر کئي حیثیتوں سے امتیاز حاصل ہے - آخر الذکر نے براعظم ایشیا کا صرف وسطي حصہ دیکھا تھا - لیکن اِبن بطوطہ کي سیاحت بہت طویل تھي - ایشیا کے علاوہ افریقہ کے بہت سے حصے اور یورپ میں قسطنطنیہ اور اندلس کي بھي اُس نے سیر کي تھي - پھر اُس کے مشاهدات بہت زیادہ محققانہ تھے - اُس کا سفرنامہ اُس عہد کے ایشیا اور افریقہ کي تاریخ اور جغرافیہ میں بہت زیادہ اهمیت رکھتا ہے - اُس کا اِسلوب بیان بھي زیادہ شگفتہ ' مکمل ' اور علمي ہے -

بريد فرنگ

ہوائی سفر کا ایک نیا تجربہ !

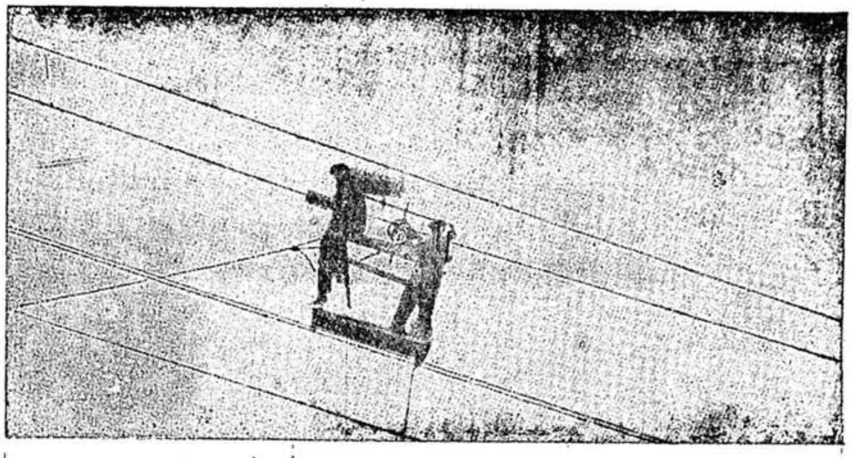

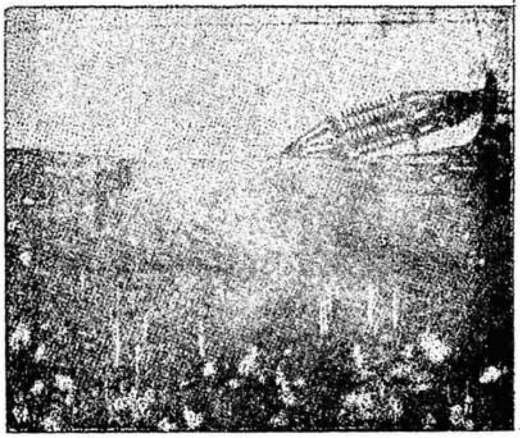

سائنٹفک امریکن کی آخری اشاعت نے امریکہ کے ایک نئے فضائی تجربہ کی روداد شائع کی ہے - معمولی اتفاقات کس طرح علمی تجارب کے نئے نئے دروازے کھول دیتے ہیں ؟ یہ واقعہ اس حقیقت کی ایک تازہ مثال ہے !

واشنگٹن کے قریب ایک بحری تنگ نائے پر بجلی کے تاروں کا سلسلہ قائم ہے - یہ تار معمولی کھمبوں پر نصب ہیں - جس طرح کے کھمبے ہر جگہ تار کا سلسلہ قائم کرنے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں - پچھلے دنوں بجلی کے کارخانہ کے بعض افسروں نے ارادہ کیا کہ اگر تار کا تمام سلسلہ رنگ دیا جائے تو حفاظت اور پائداری کے لیے بہتر ہوگا - لیکن مشکل یہ پیش آئی کہ موجودہ نصب و قائم حالت میں رنگنے کا انتظام کیونکر ہو ؟ تار کا بڑا حصہ تنگ نائے کے اوپر سے گزرا ہے ' اور نہایت بلندی پر واقع ہے - کوئی کشتی ' کوئی جہاز ' کوئی سواری ' اس غرض کے لیے کام نہیں دے سکتی تھی - بالآخر انھوں نے غور کرنا شروع کیا کہ خاص اس غرض کے لیے کوئی نیا ذریعہ پیدا کیا جا سکتا ہے یا نہیں ؟ تھوڑی سی کاوش کے بعد وہ ایک نیا مگر عجیب قسم کا ذریعہ پیدا کرنے میں کامیاب ہو گئے - نوعیت کے اعتبار سے یہ نہایت سہل اور سادہ قسم کی چیز ہے - لیکن محل استعمال کے لحاظ سے ایک عظیم فضائی تجربہ کا دروازہ کھول رہی ہے - اس تجربہ سے ثابت ہو گیا کہ اگر ضرورت پیش آ جائے ' تو ایسی فضائی سواری استعمال کی جا سکتی ہے جو تار کے معمولی سلسلوں پر ایک نقطہ سے دوسرے نقطہ تک بغیر کسی خطرے کے سوار کو پہنچا دے !

تصویر میں یہ سواری تار پر چلتی ہوئی نظر آ رہی ہے - دوسری تصویر میں وہ ابتدائی نقطہ دکھلایا گیا ہے جہاں سے روانگی شروع ہوئی ہے ' اور پہلی میں درمیانی حالت دکھلائی ہے - یہ ایک پتلا سا تختہ ہے جس میں ہاتھ سے چلانے کی چرخی لگی ہے ' اور چھوٹے چھوٹے پہیوں سے تار پر دوڑ رہا ہے - سائنٹفک امریکن کا نامہ نگار کہتا ہے " دو آدمی اس آلہ پر سوار ہوے اور بغیر کسی حادثہ کے تار پر سفر کرتے ہوے چلے گئے " اس اتفاقی تجربے سے ثابت ہو گیا کہ تار پر معلق چلنے والی ٹرینوں کی تجویز پوری طرح کامیاب ہو سکتی ہے - نیز اگر ضرورت پیش آ جائے ' تو دنیا کی بڑی بڑی بحری آبنائیں معلق سواریوں کے ذریعہ بہ آسانی زمین سے ملا دی جا سکتی ہیں -

بالشویک روس کی عدالت

جو نو جاسوسوں کے قتل کا فیصلہ لکھہ رهي هے !

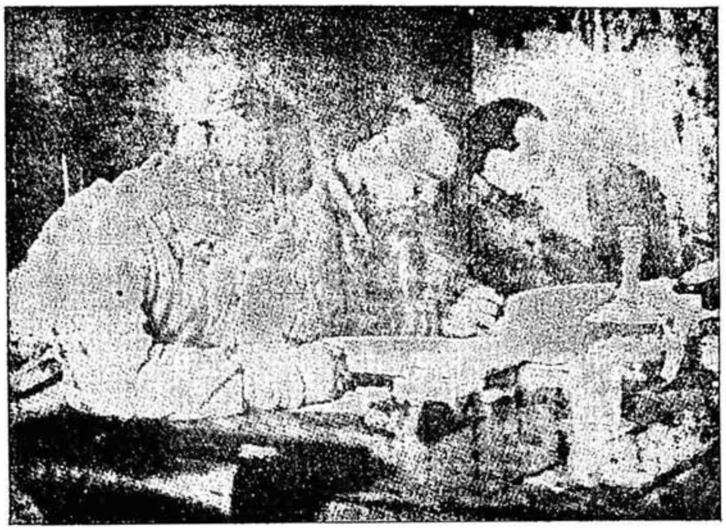

ابهي تهوڑا عرصه هوا ' خبر آئي تهي کہ حکومت روس نے ۲۶ آدمیوں کو جاسوسي کے جرم پر گرفتار کیا هے جن میں سے ۹ ملزموں کو قتل کي سزا دي گئي - یہ مرقع اسي مقدمہ سے تعلق رکهتا هے - اور گریفک لندن کے نامہ نگار نے موسکو سے بهیجا هے -

روسي تبلیغ و اشاعت

حال میں روسیوں نے ایک قومي میلہ کي تقریب پر ایک نهایت دلچسپ مجسمہ " سرمایہ داري " کا طیار کیا تها جو ایک موٹر کار پر نصب تها اور تمام قصبوں اور قریوں میں

" سرمایہ داري " کي همہ گیري و عالم افگني کي مجسم تمثیل !

اسکي نمایش کي گئي تهي - یہ مجسمہ کرہ کا ایک ڈهانچا هے ' جسکے اوپر ایک انسان بیٹها هوا هے - کرہ سے مقصود تمام دنیا هے ' اور انسان سے مقصود " سرمایہ داري " کي طاقت هے - گویا سرمایہ داري نے تمام کرۂ ارضي اپنے قبضہ میں کر رکها هے !

لاسلکی عکاسی

یہ دو تصویریں " لا سلکي عکاسي " کے تجارب کا آخري تجربہ پیش کرتي هیں - " لا سلکي عکاسي " سے مقصود وہ نیا انکشاف هے ، جس کے ذریعہ دور دراز مقامات سے بغیر رویت و حضور کے تصویر لیلي جا سکتي هے - امریکہ میں اس کا تجربہ نهایت تیزي سے ترقي کر رہا هے - ستمبر کے اواخر میں متعدد تصویریں کامیابي کے ساتهہ لي گئیں - تصویر نمبر ۱ ایک عورت کي تصویر هے جو تصویر لینے کے مقام سے کئي میل کے فاصلہ پر تهي - تصویر نمبر ۲ بهي ایک ایسي هي تصویر هے لیکن اس میں نمبر ۱ سے زیادہ کامیابي هوئي هے - یہ تجربہ جب پوري طرح کامیاب هو جایگا ' تو جس طرح ریڈیو مراکز کے ذریعہ دنیا کے هر حصہ کي صدائیں سن لي جا سکتي هیں ' اسي طرح هر منظر اور وجود کي تصویر بهي بہ آساني کهینچ لي جائیگي !

(۱)

(۲)

صلیب اور خون

(بیوریا میں ایک پر اسرار عورت !)

تھریسا بے ہوشی کی حالت میں

یورپ کی عقل پرستی اور مشرق کی توہم پرستی کا غلغلہ صدیوں سے بلند ہے - مشرقی ممالک میں عام طور پر یہ خیال پیدا کردیا گیا ہے کہ ہر طرح کی توہم پرستی اور غیر معقول خوش اعتقادی صرف مشرقی اقوام ہی میں پائی جاتی ہے - باشندگان یورپ کے عقل و دماغ ان تمام امراض سے محفوظ ہیں ! لیکن واقعہ یہ ہے کہ سنہ ۱۹۲۷ کے یورپ میں بھی ہزاروں لاکھوں انسان ایسے موجود ہیں ، جنکی مذہبی توہم پرستیاں کسی طرح بھی مشرقی اقوام کی خوش اعتقادیوں سے کم نہیں ہیں !

یورپ کی پچھلی ڈاک کے اخبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ بیوریا کے ایک کاشتکار خاندان کی لڑکی تھریسا نیومین نامی کی نسبت ہزاروں لاکھوں انسانوں کا اعتقاد ہے کہ وہ ایک مسیحی معجزہ کے اعلان کے لیے بھیجی گئی ہے - دور دور سے لوگ اس کی زیارت کے لیے آتے ہیں ، اور یقین کرتے ہیں کہ اس کی زیارت سے اور اس کا دامن چھو لینے سے ہر طرح کی بیماریوں سے نجات مل جاتی ہے !

یہ " مسیحی معجزہ " کیا ہے ؟

بیان کیا جاتا ہے کہ تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد یہ لڑکی بے ہوش ہو جایا کرتی ہے - اور بے ہوشی کی حالت میں اسکے تمام جسم پر صلیب کے سے نشان پڑ جاتے ہیں - نیز پیر کے تلووں سے خون بھی جاری ہو جاتا ہے - جب ہوش میں واپس آتی ہے ، تو صلیبی نشان معدوم ہو جاتے ہیں ، اور خون کا بہنا بھی بند ہو جاتا ہے - اخبارات کا بیان ہے کہ نہ صرف علاقہ کے پادریوں نے بلکہ سرکاری افسروں نے بھی بے ہوشی کی حالت میں اس لڑکی کا معائنہ کیا ہے ، اور سب متفقہ طور پر تصدیق کرتے ہیں کہ صلیب کے نشان جسم پر نمایاں ہو جاتے ہیں - عجب نہیں یہ لڑکی ہسٹریا یعنی اختناق الرحم کی کسی غیر معروف قسم میں مبتلا ہو -

بائیں جانب تھریسا ہے - دھنی جانب ایک راہبہ ہے جو اُسے گرجا لے جا رہی ہے !

هندوستان اور مجموعه عالم

تمام دنیا میں جغرافیائي ' عمراني ' اور اقتصادي لحاظ سے هندوستان كي موجوده حيثيت كيا هے ؟

(۱)

(هندوستان كا رقبه)

ملک	رقبه ايكڑ كے حساب سے
هندوستان	۱،۱۶،۲۹،۱۹،۰۰۰
برطانوي هندوستان	۶۲،۰۷،۲۵،۰۰۰
يورپ	۲،۴۰،۰۰،۰۰،۰۰۰
جزائر برطانيا	۷،۷۱،۵۲،۰۰۰
ولايات متحدهٔ امريكا	۱،۹۰،۳۲،۶۹،۰۰۰
استريليا	۱،۹۰،۳۶،۶۴،۰۰۰
كينڈا	۲،۳۹،۷۰،۸۲،۰۰۰
جرمني	۱۳،۳۵،۹۴،۰۰۰
فرانس	۱۳،۰۸،۵۴،۰۰۰
چين	۲،۵۰،۴۷،۲۸،۰۰۰
جاپان	۱۶،۶۸،۷۲،۰۰۰

هندوستان ' جرمن شهنشاهي سے ۷ - گنا زياده بڑا هے -

هندوستان ' جاپاني سلطنت سے ۱۱ - گنا زياده بڑا هے -

هندوستان ' جزائر برطانيا سے ۱۵ - گنا زياده بڑا هے -

هندوستان ' بر اعظم يورپ كے برابر هے - باستثناء روس -

هندوستان ميں ۷،۰۰،۰۰۰ ديهات هيں -

هندوستان ميں ۶۷۷ ديسي رياستيں هيں -

برطانوي هندوستان ' ۱۴ صوبوں پر منقسم هے - هر صوبه ' ضلعوں پر منقسم هے - هر ضلع ' تعلقوں يا تحصيلوں پر منقسم هے - هر تعلقه ' تهانوں پر منقسم هے - هر ضلع كا اوسط رقبه ۴،۵۰۰ مربع ميل هے -

هندوستان كي دس ميں نو حصه آبادي ديهاتوں ميں رهتي هے -

هندوستان ميں ۷ لاكهه ديهات هيں - اس كے معنے يه هيں كه اگر كوئي آدمي هر قريه ميں صرف ايك دن ٹهرے ' تو پورے هندوستان كے دورے كے ليے ۱،۹۲۷ سال دركار هونگے -

هندوستان ميں ايك لاكهه سے زياده آبادي ركهنے والے ۳۱ شهر هيں -

(هندوستان كي آبادي)

كل دنيا	۱،۶۹،۶۵،۰۸،۰۰۰
كل هندوستان	۳۱،۹۳،۶۱،۰۰۰
برطاني هندوستان	۲۴،۷۰،۰۰،۰۰۰
جزائر برطانيا	۴،۲۹،۱۹،۷۰۰
جاپان	۶،۱۰،۸۱،۹۵۴
جرمني	۵،۱۸،۷۰،۷۴۲
فرانس	۳،۹۲،۰۹،۵۱۸
اٹلي	۴،۲۱،۱۵،۶۰۶
سوويٹ روس	۱۳،۲۰،۰۰،۴۱۳
چين	۴۳،۶۰،۹۴،۹۵۳
ولايات متحدهٔ امريكه	۱۱،۴۷،۸۶،۰۰۰

هندوستان كي آبادي ' دنيا كي مجموعي آبادي كا پانچواں حصه هے -

هندوستان كي آبادي ولايات متحده كي آبادي سے ۳ گني زياده هے -

هندوستان كي آبادي فرانس كي آبادي سے ۸ گنا زياده هے -

صرف مدراس اور ميسور كي آبادي ' جاپان كے برابر هے -

صرف بمبئي كي آبادي ' اسپين اور پرتگال كي مجموعي آبادي سے زياده هے -

هندوستان ميں هر مربع ميل كي اوسط آبادي ۱۷۷ هے -

اگر هر منٹ ميں ۲۵ آدمي پر نظر ڈالي جائے ' تو پورے هندوستان كي آبادي ديكهنے كے ليے ۳۰ برس كا زمانه دركار هوگا !

(دنيا كي آبادي رنگ كے اعتبار سے)

(كل دنيا كي آبادي : ۱،۶۹،۶۵،۰۸،۰۰۰)

سفيد فام	۹۳،۶۰،۰۰،۰۰۰
زرد فام	۵۱،۷۴،۸۸،۰۰۰
سياه فام	۲۴،۳۰۶۰،۰۰۰

(سفيد فام)

هندوستاني	۲۴،۵۰،۰۰،۰۰۰
ٹيوٹانك	۴۶،۶۷،۰۰،۰۰۰
سلاوي	۱۷،۶۰،۰۰،۰۰۰
لاطيني	۱۷،۲۰،۵۰،۰۰۰
يوناني	۹۵،۰۰،۰۰۰
باسكس	۴،۰۰،۰۰۰
افغان	۷۵،۰۰،۰۰۰
ايراني	۱،۰۰،۰۰،۰۰۰
عرب اور بربر	۲،۴۰،۰۰،۰۰۰
يهودي	۱،۵۰،۰۰،۰۰۰
قبطي	۸،۵۰،۰۰۰
ديگر اقوام	۹۰،۰۰،۰۰۰

(زرد فام)

چيني	۳۲،۳۰،۰۰،۰۰۰
جاپاني	۵،۶۵،۰۰،۰۰۰
كورين	۱،۷۰،۰۰،۰۰۰
ترك	۱،۲۰،۰۰،۰۰۰
امريكن ديسي ' اهل ملايا ' اور فليپائن	۴،۰۰،۰۰،۰۰۰
منگولي	۳۰،۰۰،۰۰۰
كرغيز وغيره	۱،۰۰،۰۰،۰۰۰
ماگائر	۹۵،۰۰،۰۰۰
فنس	۳۵،۰۰،۰۰۰
اسكيمو اور سائبيرين	۱۰،۰۵،۰۰۰
سيامي	۸۵،۰۰،۰۰۰
برمي	۷۸،۹۰،۰۰۰
تبتي	۶۵،۰۰،۰۰۰

تاریخ شرق جدید کی تاریخی شخصیتیں

مدحت پاشا

شہید حریت و دستور

مدحت پاشا کے وہ خطوط جو اُس نے قیدخانہ طائف سے اپنے عزیزوں کے نام بھیجے تھے

(۱)

"آج بچوں کی تصویریں پہنچیں۔ میں نے تمھارے خطوں کے جواب بھیجدیے تھے۔ معلوم ہوتا ہے نہیں ملے۔ کیونکہ تم نے اُن کی طرف کوئی اشارہ نہیں کیا۔

سمرنا سے مجھے استامبول لے گئے۔ وہاں قصر یلدز میں مجھے اور محمود پاشا اور نوری پاشا کو علحدہ علحدہ حجروں میں قید کر دیا۔ مجھ سے کہا گیا کہ تحقیقات سے ثابت ہو گیا ہے سلطان عبدالعزیز نے خودکشی نہیں کی ہے۔ بلکہ سلطان مراد اور اُن کی والدہ کے اشارے سے محمود پاشا اور نوری پاشا نے اُنھیں قتل کرایا ہے۔ اور یہ کہ خود میں خیرالدین آفندی، اور رشدی پاشا بھی اس قاتلانہ سازش میں شریک ہیں پھر کہا گیا کہ مصطفےٰ پہلوان، حاجی محمد مصطفےٰ جزائری، سلطان عبدالعزیز کے تینوں خادم اصلی قاتل ہیں۔

حالانکہ یہ سب جھوٹ ہے کیونکہ یہ تینوں شخص، عبدالعزیز کی وفات کے وقت نظر بند تھے۔ اگر بالفرض محال عبدالعزیز کو کسی نے قتل ہی کیا ہو تو کسی حال میں بھی میرے یا رشدی پاشا کے خلاف شبہ کرنے کی کوئی وجہ موجود نہیں۔ سلطان کی وفات کے وقت اُن کی والدہ اور تین سو بیویاں اور کنیزیں محل میں موجود تھیں۔ پانچ برس گزر گئے، مگر آجتک اُنھوں نے کبھی اشارۃً کنایۃً بھی نہیں کہا کہ سلطان قتل کیے گئے ہیں۔

میں نے محل شاہی میں نام نہاد عدالت کے سامنے پوری تفصیل سے تمام واقعات بیان کیے۔ تمام ججوں کو مجبوراً تسلیم کر لینا پڑا کہ واقعی کوئی ثبوت قتل کا موجود نہیں، بلکہ یہ سراسر بہتان ہے۔ مگر چونکہ سلطان عبدالحمید "خطرناک" لوگوں سے چھٹکارا حاصل کرنے پر کمربستہ تھے۔ اس لیے عدالت نے ۱۱ - آدمیوں کو زبردستی مجرم قرار دے کر بے رحمانہ سزائیں دے دیں۔ عدالت کے بعض ایماندار ارکان نے آخر وقت تک اس فیصلہ میں شرکت سے انکار کیا۔ سلطان نے اُن کی ایمانداری کی بھی پوری قدر دانی کی اور ہماری طرح وہ بھی قیدخانے بھیجدیے گئے!

سلطان سے میری کوئی ملاقات نہیں ہوئی۔ بعض مصاحب ہر تیسرے دن میرے پاس سلطانی پیغام لیکر آتے تھے اور طفل تسلیاں دے جاتے تھے۔ ایک دن یہ پیغام پہونچا کہ سلطان کو میری اس مصیبت کا نہایت قلق ہے۔ میری جلاوطنی پر وہ انتہائی افسوس کے ساتھ مجبور ہو گئے ہیں۔ لیکن پوری ہمدردی سے مجھے اجازت دی ہے کہ اپنا خاندان اپنے ساتھ رکھ سکتا ہوں! "نیز مجھے اذن شاہی حاصل ہوا کہ اپنے عزیزوں کو اگر چاہوں، خط لکھ دوں۔ میں نے خطوط لکھ کر دے دیے، مگر افسوس ہے کہ وہ تم لوگوں تک نہیں پہنچائے گئے۔

مجھے یقین تھا کہ تو ڈس یا عکا کو جلاوطن ہو رہا ہوں۔ میرے خادم عارف کو افسروں نے جہاز کے ایک کمرے میں قید کر دیا۔ میرے پاس پہننے کا ایک کپڑا بھی نہیں تھا۔ حتی کہ رات کا لباس بھی موجود نہ تھا۔ جو کپڑے میرے بدن پر تھے، وہی پہنے رہا۔ اتفاق سے ایک دن میں نے خادم کو دیکھ لیا۔ اُس کے پاس میرے رات کے پہننے کا کُرتا موجود تھا۔ وہ میں نے پہن لیا اور بدن کے کپڑے اُتار کر خود اپنے ہاتھ سے دھوئے اور اُس وقت تک کمرے میں چھپا بیٹھا رہا جب تک کپڑے سوکھ نہ گئے۔ اب دُنیا سے مجھے نفرت ہو گئی ہے اور چاہتا ہوں جلد اپنے پروردگار کے سامنے پہنچ جاؤں!

ہم تمام رفقائے مصیبت جہاز "عزالدین" پر سوار کر دیے گئے کچھ نہیں معلوم تھا کہاں جا رہے ہیں؟ محمود پاشا کو ایک نہایت غلیظ کمرے میں رکھا گیا۔ نوری پاشا اور میں بھی ایسے ہی کمروں میں اُتارے گئے۔ پھر دروازوں پر قفل چڑھا دیے گئے۔

ہم جدہ پہنچے۔ بحر احمر کی گرمی بہت ہی سخت ہوتی ہے۔ ہماری تندرستی کو بہت نقصان پہونچا۔ ہمارے کمرے پائخانوں کے قریب تھے بدبو سے دماغ پھٹا جاتا تھا۔ نوری پاشا تو جہاز ہی میں پاگل ہو گئے تھے۔ ابتک اُن کا دماغ درست نہیں ہوا۔

جدہ پہنچتے ہی ہم سمجھ گئے کہ طائف میں قید ہونا ہے مگر ہم باہم کوئی گفتگو نہیں کر سکتے تھے۔ کیونکہ ہر ایک کے ساتھ آٹھ آٹھ مسلح سپاہی تھے اور بولنے کی سخت ممانعت تھی۔ ہم سے ازحد ذلت کا برتاؤ کیا گیا کشاں کشاں مکہ معظمہ پہنچے۔ اور حرم شریف کے قریب بعض کمروں میں قید کر دیے گئے۔ ہم خاص مسجد کعبہ میں موجود تھے۔ مگر ایک مرتبہ بھی ہمیں زیارت کی اجازت نہیں دی گئی!

ہم طائف پہنچے اور قلعہ کے قیدخانہ میں علحدہ علحدہ کوٹھڑیوں کے اندر قید کر دیے گئے۔ ہر کمرے کے سامنے ننگی تلواریں لیے سپاہی کھڑے رہتے ہیں۔ باہم گفتگو کی سخت ممانعت تھی، مگر اب اُٹھ گئی ہے کیونکہ پاسبانوں نے دیکھا، اس پابندی کی تعمیل ممکن نہیں۔

سلطان کا فرمان، شریف مکہ کو پہونچا کہ یہ لوگ (یعنی ہم جلاوطن ہیں۔ اندیشہ ہے بھاگ جائیں گے۔ پوری سختی سے نگرانی ہونی چاہیے۔ یہ حکم پاتے ہی شریف نے کمروں کے روشن دانوں کو بھی بند کرا دیا اور ہمارے پیروں میں لوہے کی بیڑیاں ڈال دیں۔ مگر اب بیڑیاں کاٹ دیگئی ہیں۔ کیونکہ بیماری نے ہمیں اس قابل ہی نہیں رکھا کہ یہ بوجھ برداشت کر سکیں۔

خوش قسمتی سے ایک شریف آدمی کی ہمدردی حاصل ہو گئی ہے یہ ہمارے خطوط تم تک پہنچایا کرے گا۔ پچھلے خطوط، جو تمھیں ملے، اسی کے ذریعے بھیجے گئے تھے۔ جب میں نے اپنے رفیقوں کو اطلاع دی کہ میرے اور اُنکے خطوط، منزل مقصود پر پہنچ گئے، تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ کیونکہ ہر ایک کے بچے ہیں اور اُن کی ملاقات کی تمنا رکھتے ہیں۔ اگر ہم نے جرم کیا ہوتا تو اس خیال سے دل کو تسکین دے سکتے کہ یہ ہمارے جرم کی سزا ہے، لیکن ہم نے تو کوئی جرم نہیں کیا ہے۔ بجز اس کے کہ سلطنت اور امت کی اصلاح و ترقی چاہی ہے۔ اگر یہی جرم ہے، تو افسوس اُس ملک پر جہاں اصلاح و ترقی جرم سمجھی جائے!

میرے رفقا، انتہائی غم و الم میں ہیں۔ یہ بالکل قدرتی بات ہے لیکن میری حالت اُن سے بہتر ہے۔ میں اب ۶۰ برس سے تجاوز کر چکا ہوں۔ اس عمر کا آدمی کتنے برس اور جی سکتا ہے؟ تمھیں یاد ہوگا کہ گزشتہ سال ہی سے میرا عزم تھا کہ خلوت کی زندگی اختیار کر لوں۔ سفر آخرت کی طیاری میں باقی دن گزار دوں۔ معلوم ہوتا ہے خدا نے یہ اُسی کا سامان کر دیا ہے!

مدت سے تمنا تھی کہ ذہن کو تلاوت قرآن میں مشغول کر دوں مگر فرصت نہیں ملتی تھی۔ اب الحمدللہ پوری مہلت مل گئی اور میں نے "قد سمع اللہ" تک قرآن مجید از سر نو حفظ کر لیا ہے۔ میں نماز کی بھی پوری پابندی کرتا ہوں۔ شب و روز یاد خداوندی میں مصروف رہتا ہوں۔ آیت "ما اصاب من مصیبۃ الا باذن اللہ و من یؤمن باللہ، یہد قلبہ" ہر لمحہ میرے پیش نظر رہتی ہے۔ مجھے اس سے بڑی ہی تسکین حاصل ہوتی ہے۔ اپنے رب پر متوکل ہو گیا ہوں۔ اپنے تئیں اُس کے حوالے کر دیا ہے۔ تم بھی یہی کرو۔ اُس پر توکل کرو اور اُس کے سپرد ہو جاؤ!

اگر مجھے کوئی رنج ہے، تو وہ تمھاری اور بچوں کی جدائی کا ہے۔ خداوند جل و علا سے دعا ہے ہم سب کو پھر جمع کر دے۔ میرے مصنوعی دانت ٹوٹ گئے۔ یہاں اُن کی مرمت کرنے والا کوئی نہیں۔ کھانے میں اب مجھے ناقابل برداشت تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ میں نے تمباکو طلب کی تھی ابھی تک نہیں پہنچی۔ نیز لکھا تھا کہ تفسیر بیضاوی، تفسیر روح البیان، اور وہ زرد رنگ کی فرانسیسی کتاب بھیجدو جسے میں اکثر پڑھا کرتا تھا۔ یہ سب کتابیں، سمرنا میں موجود ہیں۔ اگر بھیج سکو، تو روانگی میں دیر نہ کرنا۔

یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ بچوں کی تعلیم پر پوری توجہ صرف کر رہی ہو۔ علی حیدر، وسیمہ، صابرہ کو بہت بہت پیار کرو۔ دریہ خانم کو اور تمام ملازموں کو سلام۔

سمرنا میں دو صندوق، ساحلی کمپنی کے منیجر کے پاس چھوڑ آیا تھا ان میں میرے تمغے اور اعزازی سندیں ہیں۔ تاکید کر دی تھی کہ تمھیں دے دے۔ معلوم نہیں ان کا کیا حشر ہوا؟ اگر صندوق ابتک اسی خائن کے پاس ہیں، تو مجھے لکھو تا کہ اُسے یاد دہانی کروں"

(۲)

"رمضان کے بعد کوئی خط نہیں ملا۔ تمھارے اور بچوں کے حالات نہ معلوم ہونے سے سخت قلق اور ملال ہے۔ تم نے ضرور روپیہ اور کھانے کی چیزیں بھیجی ہوں گی۔ مگر مجھے کچھ نہیں پہنچا۔ مجھے روپیہ کی از حد ضرورت ہے۔ کیونکہ پچھلے سال جو ۵۰ پونڈ بھیجے تھے، اور جو رقم قسطنطنیہ سے آئی تھی، اب اسمیں سے کچھ بھی باقی نہیں ہے۔ وجہ یہ ہے کہ پہلے حکومت نے ہمارے کھانے پینے کا ذمہ خود لے رکھا تھا مگر اب وہ کسی کو کچھ نہیں دیتی۔ ہمیں اپنی روٹی خریدنا پڑتی ہے۔ ہمارے ساتھ بعض ایسے قیدی بھی ہیں جن کے پاس ایک پیسہ نہیں۔ میں اور محمود پاشا اُن کی کفالت کر رہے ہیں۔ اُنھیں کپڑے بھی بنا دئے ہیں ہمیں قید خانے کے نوکروں کا بھی خیال کرنا پڑتا ہے۔ یہ لوگ محض ہماری وجہ سے یہاں رکھے گئے ہیں۔ اِن حالات کی بنا پر، ہمیں روپیہ کی سخت ضرورت ہے۔

ہمارے رفقا میں فوج کے بعض بڑے بڑے افسر بھی ہیں۔ اُن میں سے ایک نے ہم سے کچھ روپیہ قرض لے کر کپڑا خریدا ہے۔ بیچارے خود اپنے ہاتھ سے سی رہے ہیں۔ اُن کی مصیبت اسی پر ختم نہیں ہو جاتی۔ انکے لئے ایک خشک روٹی کا بھی انتظام نہیں کیا گیا ہے۔ بعض مجبوراً روزہ رکھتے ہیں۔ ہم پر فرض ہے کہ اُن کی ضروریات زندگی کا حتی الوسع خیال رکھیں۔ ہر ملک میں دولت مند، غریبوں کی دستگیری کرتے ہیں لیکن یہاں ان مسکینوں کے لئے اس قسم کا کوئی موقعہ موجود نہیں ہے۔ انسانیت کا تقاضہ ہے کہ ہم ہی انکی خبر لیں۔ لہذا فوراً ہم پچاس پونڈ حکومت کے توسط سے بھیجدو۔ اگر فوراً روپیہ نہ آیا تو میں اپنا پانی کا برتن اور گھڑی بیچنے پر مجبور ہو جاؤں گا۔ اِس صورت میں لوگ بہت قیل و قال کریں گے اور ہمارے ذہن کو تشویش ہوگی۔

بچوں کو بہت بہت پیار۔"

مدحت

قلعہ طائف کا قید خانہ

۲۵ر اگست ۱۸۹۰ء

(۳)

"... پرسوں یہاں ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ شریف مکہ (عبدالمطلب) حسب عادت آجکل طائف میں موجود تھے۔ منگل کی رات کو وہ اپنے گھر میں مطمئن سو رہے تھے کہ اچانک آدھی رات کو تین فوجوں نے آکر اُن کا محل گھیر لیا۔ فوج کے ساتھ ۲ توپیں بھی تھیں۔ صبح ہم کیا دیکھتے ہیں کہ شریف اپنے رات کے کپڑوں میں ہمارے قید خانے میں قیدی بنے چلے آرہے ہیں۔

کہا جاتا ہے شریف کا جرم یہ ہے کہ اُسنے انگریزوں سے سازش کرنی چاہی تھی۔ اس شخص نے ہمیں محض سلطان کے خوش کرنے کے لئے بہت تکلیف پہنچائی تھی۔ خدا نے اس کا بدلہ لے لیا۔ وہی مصیبت اُس پر ڈال دی جس میں ہم پھنسے ہیں۔ اسمیں ہر عاقل کے لئے عبرت ہے۔ لیکن مجھے اس شخص پر بہت ترس آتا ہے۔ سو برس کا بوڑھا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت میں سے ہے۔ یہ واقعہ بالکل ویسا ہی ہے جیسا ہمیں سمرنا میں پیش آیا تھا۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ وہاں توپوں کی تعداد زیادہ تھی۔"

مدحت

(۴)

"گزشتہ رمضان سے تمھاری اور بچوں کی کوئی خبر نہیں ملی۔ میں نے بھی تمھیں اپنی مفصل حالت نہیں لکھی۔ کیونکہ نہایت ہی سخت ... اچھوں۔ پانچ مہینے ہوتے ہیں کہ ہمارے خدمت گار ہم کو ... رہے ہیں۔ حال میں یہاں آستانہ سے عمر بک نام ایک شخص خاص اس غرض سے بھیجا گیا ہے کہ اگر ہماری ایذا رسانی میں کچھ کمی رہ گئی ہو تو پوری کر دے۔ اس شخص کی عمر، زیادہ ہے، مگر عقل کم ہے۔ اس کے افعال ایسے ہیں جو کسی شریف الطبع آدمی کے نہیں ہو سکتے۔ یہ ہماری جان لینے پر تلا ہوا ہے، کیونکہ شاید اُسے یہی حکم ملا ہو یا مزید مقبولیت اس ذریعہ سے حاصل کرنی چاہتا ہے۔ اُس کا خیال ہے کہ بھوکا رکھنے سے ہم جلد نہیں مرینگے بلکہ ہماری زندگی طویل ہو جائے گی۔ لہذا کوئی ایسی تدبیر نکالنی چاہتا ہے جس سے میری، محمود پاشا کی اور خیر اللہ آفندی کی زندگی جلد سے جلد ختم ہو جائے۔ وہ نوکروں سے کہتا ہے "تم ضرور وطن واپس جانے کے لئے بے قرار ہوگے۔ لیکن جب تک یہ تمھارے آقا زندہ ہیں، تم واپس نہیں جا سکتے۔ اِن کے قتل میں میری مدد کرو تاکہ آزادی حاصل کر سکو" چنانچہ اسنے نوری پاشا کے خادم بکر آغا کو بلا کر کہا "تم نوکروں کی قید اُسی وقت ختم ہوگی جب یہ لوگ مریں گے۔ نوری پاشا تو مجنون ہیں۔ کئی دفعہ کرے کی کھڑکی سے پھاندنا بھی چاہا۔ تم اُن کی اس میں مدد کیوں نہیں کرتے؟ مجھ سے ریتی لو اور کھڑکی کی سلاخ ریت ڈالو۔ تاکہ نوری پاشا پھاند کر ہلاک ہو جائیں"

غرضکہ اسنے تمام نوکروں کو بھڑکانا شروع کر دیا ہے۔ نوکروں نے اُس کی سازش میں شریک ہونے سے انکار کر دیا۔ اسپر اُنھیں بھی سخت تکلیفیں دی جا رہی ہیں۔ یہ خبریں سن کر ہم سخت پریشان ہیں ہمیں زہر دینے کی پوری کوشش کی جا رہی ہے۔ ایک طرف دنیاوی منفعت حاصل کرنے کے لئے یہ شخص ہمیں مارنا چاہتا ہے، دوسری طرف اخروی ثواب کے لئے حج کرنے بھی گیا ہے۔ یہ سمجھتا ہے اس طرح دین اور دنیا، دونوں اُسے حاصل ہو جائینگے!

ہم ... برس سے یہاں ہیں مگر آج تک قلعہ کا پھاٹک تک دیکھ نہ سکے۔ عزیز ترین لوگوں سے بھی ملاقات کی اجازت نہیں ملی۔ ہمارے پاس ایک اجنبی باورچی تھا۔ ڈرا دھمکا کر اُسے بھی رخصت کر دیا گیا یہ حالات دیکھ کر ہمیں یقین ہوتا ہے کہ ہمیں جلد اس دنیا سے کوچ کرنا ہوگا۔

اگر ہمارے ستانے اور اس طرح قفس میں بند رکھنے سے مقصود یہ ہے کہ قصر شاہی کی سازش پر پردہ ڈالا جائے، تو یہ کوشش بے سود ہے۔ یورپ بھر میں اصلی حقیقت مشہور ہو چکی ہے۔ اخبارات کے صفحوں پر آ چکی ہے۔ لیکن اگر ہمیں تکلیف دے کر سلطان اور اُنکے مصاحب خوش ہوتے ہیں تو ہمارے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ احکم الحاکمین سے فریاد کریں اور دعا مانگیں کہ وہ اپنا فیصلہ جلد صادر کر دے۔ اگر تمھیں کوئی مصنف مزاج ملے تو ہماری ناقابل بیان مصیبت کی یہ داستان سنا دینا۔

قید خانہ طائف ۵ محرم ۱۳۰۰ھ

(۵)

والیٔ حجاز عثمان پاشا کے نام

"آپنے رسالہ دار محمد بک کے نام جو خط لکھا ہے، اُس میں شکایت کی ہے کہ میں نے عمر پاشا کے افعال کی اطلاع انگریزی قونصل کو دی ہے۔ حالانکہ میں نے قونصل مذکور کو ہرگز کوئی خط نہیں لکھا۔ بلکہ اس قسم کا کبھی وہم بھی پیدا نہیں ہوا کہ اُسے اطلاع بھیجوں۔

عمر پاشا کی حرکتیں ایسی نہیں ہیں کہ زیادہ دنوں تک مخفی رہتیں طائف اور مکہ میں بچہ بچہ اُن سے واقف ہے۔ اگر انگریزی قونصل کو علم ہوا ہے تو تاجروں اور عام باشندوں کے ذریعہ ہوا ہوگا۔

لیکن آپنے دوسرے خط میں پھر مجھے اس معاملہ میں ملامت کی ہے۔ معلوم ہوتا ہے آپ کو یقین ہے کہ اسمیں میرا ہاتھ ضرور ہے۔ لہذا میں مجبور ہو گیا ہوں کہ حقیقت ظاہر کر دوں۔

عمر پاشا علی الاعلان کہتے رہے ہیں کہ اُنکے آنے کی غرض، ہم قیدیوں کو زہر دے کر قتل کرنا ہے۔ صرف زبان ہی سے نہیں بلکہ عمل سے بھی وہ اسے ثابت کرتے رہے ہیں۔ اُنھوں نے کھلے بندھوں نوکروں کو مشورہ دیا کہ اپنے آقاؤں کو دن دہاڑے مار ڈالیں۔ نوکروں نے ایسا نہیں کیا تو اُنھیں قید کر دیا گیا اور سخت تکلیفیں دی گئیں۔

اجانب کو اگر یہ شرمناک حالات معلوم ہو گئے ہیں تو یہ کچھ عجیب نہیں ہے۔ انگریزی قونصلوں کا کام ہی یہ ہے کہ خبریں معلوم کر کے اپنی حکومت کو مطلع کرتے رہیں۔ باہر ہمارا کوئی ایسا معتمد علیہ موجود نہیں جس پر ہم اس طرح کے معاملات میں بھروسہ کر سکیں۔ پھر کیسے یقین کیا جا سکتا ہے کہ ہم نے انگریزی قونصل کو اطلاع پہنچائی ہوگی؟ ہمارے نوکر بھی آزاد نہیں ہیں کہ اِدھر اُدھر جا سکیں۔ وہ ہفتہ میں صرف ایک مرتبہ قلعہ سے نکلتے ہیں تاکہ ضروری اشیا بازار سے خرید لیں اور اُسوقت بھی مسلح افسروں کی حراست میں رہتے ہیں۔

نہیں معلوم تمھارے ضمیر نے یہ کیونکر گوارا کیا کہ ہمیں ملامت کرو۔ تمھارے خیال میں اُن لوگوں کا کیا حال ہوگا جو اپنی آزادی اولاد، احباب، مال و متاع سب سے جیتے جی محروم کر دئے گئے ہیں، اور ایک قفس میں جانوروں کی طرح محبوس ہیں۔ وہ اپنے عزیزوں کی صحت بھی معلوم نہیں کر سکتے؟ یقیناً یہ ایسا برتاؤ ہے جسے دنیا کا کوئی قانون، کوئی شریعت، کوئی انصاف پسند انسان جائز قرار نہیں دے سکتا!

اگر یہ نئی تہمت تراشنے سے مقصود یہ ہے کہ ہماری عزیزوں سے خط و کتابت بھی موقوف کر دی جائے تو وہ ہماری اس قید کی وجہ سے پہلے ہی سخت بدبختی میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ مرے کو مارنا کہاں کا انصاف ہے؟

تم نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ سمرنا میں میں نے فرانسیسی قونصل سے پناہ چاہی تھی۔ یہ حقیقت سے تمھاری جہالت کی دلیل ہے۔ میں صوبۂ سمرنا جیسے ایک بڑے صوبے کا حاکم تھا۔ اچانک ایک رات میرے گھر کا فوجوں نے محاصرہ کر لیا۔ مجھے قید کر کے لے چلے۔ میں اپنی عورتوں اور بچوں کا گریہ و بکا اپنے کانوں سے سنتا تھا، مگر اُنھیں تسلی تک نہیں دے سکتا تھا۔ اُسوقت میرے دل کی کیا حالت ہوگی؟ اس کا جواب میں خود تمھارے ضمیر سے چاہتا ہوں۔

اگر تم مجھے اس لئے ملامت کرتے ہو کہ حکومت کی حرکتوں کو حق بجانب قرار دو، تو یہ کوشش بے فائدہ ہے۔ میں دو مرتبہ وزیر اعظم رہ چکا ہوں۔ لیکن اس کے باوجود بھی مجھ سے یہ ذلت آمیز برتاؤ کیا گیا اور بغیر کسی جرم کے قید میں ڈال دیا گیا۔

تم نے لکھا ہے تم ایسی باتوں کی اجازت دے نہیں سکتے اور اب تم ہماری زبانیں بند کر دو گے۔ ہماری زبانیں اب بھی بند ہیں۔ معمولی افسروں اور سپاہیوں کی ہم پر حکومت ہے۔ ہم زبان ہلا نہیں سکتے۔ تم اس وقت اختیار رکھتے ہو۔ ہم بے اختیار ہیں۔ جو تمھارے دل میں آئے شوق سے کرو۔ ہمیں اعتراض کا بھی حق نہیں ہے۔ تم ہمیں "مجرم" کہتے ہو۔ ہم اس پر بھی معترض نہیں ہو سکتے۔ لیکن میں تمھیں وہ گفتگو یاد دلاتا ہوں جو تم نے دار الحکومت میں مجھ سے کی تھی تم نے انسانیت، مروت، شرافت کا ذکر کیا تھا۔ کیا یہ موجودہ برتاؤ اِن صفات کے مطابق ہے؟

قید خانہ طائف، صفر ۱۳۰۰ھ

(۶)

نفیسہ خانم کے نام

"... پچھلے دنوں مشہور کر دیا گیا کہ میں ہندوستان یا یورپ بھاگ گ

گیا ہوں۔ اخبارات کو یہ خبر شایع کرنے پر مجبور کیا گیا ہو۔ تعجب یہ ہو کہ ذراتی کے اخبار "طان" تک کو گمراہی میں ڈال دیا گیا اور اُسنے بذریعۂ تار آستانہ کے اخباروں سے دریافت کیا۔ اس سے پہلے یہ افواہ مشہور کی گئی تھی کہ میں مجنون ہو گیا ہوں۔ معلوم نہیں اس کذب و دروغ سے حکومت کو کیا فائدہ حاصل ہوتا ہو؟

طائف۔ ۲۳ صفر ۱۳۰۱ھ

(۷)

اپنے مرشد سلیمان آفندی کے نام

"۔۔۔۔ قسمت میں یہی تھا کہ ہم اپنے اہل و عیال اور مال و متاع سے جیتے جی دور اور اپنی آزادی سے محروم ہو جائیں۔ ہم جس مصیبت میں گرفتار ہیں، اُس کا تصور بھی کوئی نہیں کر سکتا۔ صرف ذات الٰہی باقی رہے گی۔ کوئی مخلوق بھی دائمی زندگی نہیں پائے گی۔ سب کے لئے زوال ضروری ہو:

لا یغرن امرأ عیشہ کل حی صائر للزوال!

یہ چند روزہ زندگی، ایک کھیل ہو۔ بلکہ ایک پل ہو جس پر سے انسان گزر جاتا ہو۔ زندگی کی حرص و طمع، لاحاصل ہو۔ ان مصائب پر اللہ تعالیٰ بندوں کا ثواب زیادہ کر دیتا ہو۔ ہمارے لئے انبیاء و اولیاء کا اسوۂ حسنہ موجود ہو۔ ان میں اکثر قید خانوں ہی میں مرے۔ امام ابو حنیفہ اور امام موسیٰ کاظم کی مثال ہر وقت میرے پیش نظر رہتی ہو۔

میری حالت اسوقت یہ ہو کہ ہر لحہ یہ مقولہ زبان پر رہتا ہو۔ "کن فی الدنیا کانک غریب" (دنیا میں اس طرح رہو گویا پردیس میں ہو) زندگی کے آخری مرحلے تک پہنچ چکا ہوں۔ عمر ۶۰ سے زیادہ ہو گئی ہو۔ اب مجھے ہر لحۂ حیات غنیمت سمجھنا چاہئے اور آخرت کی طیاری کرنی چاہئے۔ میرے پاس بعض کتابیں موجود ہیں۔ اُن میں آپ کا مجموعۂ رسائل بھی ہو۔ اس کتاب سے مجھے عبادت الٰہی میں بہت مدد ملتی ہو لیکن انسان تنہا اپنی رائے سے ہر قسم کی ریاضت نہیں کر سکتا، لہذا اے شیخ جلیل! میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ میری اُس راستہ کی طرف رہنمائی کیجئے جو خدا تک پہنچنے کا راستہ ہو۔ میں یہاں دور سے بھی آپ کے ہاتھ کو بوسہ دیتا ہوں۔ کیونکہ معنوی علاقہ، جسمانی اتصال کا محتاج نہیں۔ آپ مجھے تحریر کے ذریعہ ہدایت دیجئے۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو خود تشریف لائیے اور زبانی رہنمائی کیجئے۔ میں بے صبری سے آپکے تحریری یا زبانی جواب کا منتظر رہوں گا۔"

قید خانۂ طائف۔ ۱۹ شوال ۱۳۰۰ھ

(۸)

نفیسہ خانم کے نام

"گزشتہ ماہ ایک خط "سعید بک" کے فرضی دستخط سے بھیج چکا ہوں اس کے ایک ہفتہ بعد، دو پھوڑے نکل آئے۔ ایک پیٹھ میں، دوسرا پہلو میں۔ یہاں صرف ایک ڈاکٹر ہو اور وہ بھی نومشق ہو۔ دوستوں کو میری بیماری سے سخت تشویش ہوئی۔ اُنھوں نے میری لاعلمی میں والی مکہ کو تجربہ کار طبیب بھیجنے کے لئے لکھا۔ مگر والی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں صاحب فراش تھا اور قصر سلطانی سے برابر احکام آرہے تھے کہ مجھے اور میرے رفقاء کو قتل کر ڈالا جائے۔ چنانچہ ہمارا خاص کھانا موقوف کر دیا اور ہمارے نوکر بھی علحدہ کر دئے گئے۔ میں بستر مرگ پر پڑا تھا کہ ایک افسر نے آکر حکم پہونچایا "تمھیں بھی وہی کھانا ملے گا جو دوسرے تمام قیدیوں کو دیا جاتا ہو۔ لہذا بازار سے کوئی چیز نہ خرید و تمھارے خاص برتن بھی لے لئے گئے۔ قید خانہ کے برتنوں میں کھاؤ۔ میلے کپڑے بھی اپنے ہاتھ سے دہونا پڑینگے" پھر اُسنے ہم سے کاغذ، قلم، دوات وغیرہ لکھنے پڑھنے کا تمام سامان بھی لے لیا اور چلا گیا۔

الحمد للہ میں نے تمھارے تمام خطوط پہلے ہی سے جلا دئے تھے، ورنہ انھیں ایک اور بہانہ ستانے کا مل جاتا۔ خیر اللہ آفندی کی بیوی اور ڈھائی برس کی عمر کا بچہ قلعہ کے قریب ایک مکان میں تھے۔ اُنھیں بھی نکال دیا گیا۔ اسوقت یہ لوگ مکہ میں مقیم ہیں۔

اس سختی سے حکومت کی غرض یہ ہو کہ ہم جلد سے جلد مرجائیں کیونکہ ہم لوگ اچھے کھانوں کے عادی ہیں۔ قیدیوں کا کھانا کھا کر ضرور ہلاک ہو جائیں گے۔ صرف اسی قدر نہیں بلکہ ہمیں ہر ممکن تکلیف بھی دی جا رہی ہو کیونکہ حکومت کو شبہ ہو کہ یہ لوگ قیدیوں کا کھانا کھانے پر بھی زیادہ دن زندہ رہیں گے۔ جب سے میرے رفقاء نے یہ حکم سنا ہو، نہایت پریشان ہیں اور شب و روز اللہ تعالیٰ سے دعائیں کر رہے ہیں۔

اس مہلک بیماری میں مجھے آرام کی بہت زیادہ ضرورت تھی۔ مگر میرے خادم کو بھی لے گئے۔ اسی قدر نہیں بلکہ طبیب کی آمد و رفت بھی روک دی۔ اس سے بھی بڑھ کر افسر کی گستاخانہ گفتگو نے مجھے اذیت دی۔ میری بیماری بہت زیادہ ہو گئی۔ موت کا قطعی یقین تھا۔ دنیا سے سفر پر مجھے از حد خوشی تھی۔ لیکن افسوس، موت قسمت میں نہ تھی۔ زندگی کا معاملہ، صرف خدا ہی کے ہاتھ میں ہو۔ میری طلب پر بھی موت نہ آئی۔ میرے رفقاء نے ایک مرہم خود بنا کر پھوڑوں پر لگا دیا تھا۔ وہ اُس سے پھوٹ گئے۔ ۱۵ دن میں زخم بھر گئے۔ اب میں پھر زندہ ہو گیا ہوں۔

افسر نے میرے خادم کو جدہ بھیجدیا تھا تاکہ آستانہ پہونچا دیا جائے مگر قصر شاہی سے حکم آیا کہ اُسے وطن آنے نہ دیا جائے، بلکہ قید کر دیا جائے۔ چنانچہ وہ غریب بھی قید ہو۔ اس حادثہ سے مجھے بہت رنج پہونچا۔ میں خوش تھا کہ مسکین کو اب مصیبت سے نجات ملی مگر میری خوشی، صرف چند روزہ تھی۔ اب مجھے اپنی مصیبت کے ساتھ اُس کی مصیبت پر بھی غم کھانا ہو۔

روپیہ، کپڑے، ماکولات، کوئی چیز بھی نہ بھیجنا کیونکہ مجھے کچھ بھی پہنچ نہیں سکتا۔ اور اگر پہنچے بھی، تو بے کار ہو۔ روپیہ اس لئے بیکار ہو کہ ہم کوئی چیز خرید نہیں سکتے۔ کپڑے اس لئے بیکار ہیں کہ کپڑے دُھلوانے کی ہمیں اجازت نہیں۔ خود اپنے ہاتھوں سے دھو کر پہننا ہیں۔ اس حالت میں پُرانے اور نئے کپڑے یکساں ہیں۔ لہذا کوئی چیز بھی نہ بھیجو۔

ہمارے لئے جو کھانا مقرر ہوا ہو وہ صرف شوربا ہو۔ ایک ظرف میں ۸ آدمیوں کے لئے شوربا آتا ہو اور ہرگز کافی نہیں ہوتا۔ شام کو مولی کے پتوں کا شوربا ہوتا ہو۔ ہم لوگ یہ کھانا بالکل کھا نہیں سکتے۔ بھوکوں مر رہے ہیں۔ بہت ناتوان ہو گئے ہیں۔ ہر لحظہ موت کا انتظار ہو۔ دیکھنا چاہئے ہم میں کون پہلے قبر میں جاتا ہو"

بچوں کو پیار۔ سب کو سلام

۸ جمادی الاخر ۱۳۰۱ھ

(۹)

نفیسہ خانم اور فرزند عزیز علی حیدر کے نام

"یہ غالباً میرا آخری خط ہو۔ کیونکہ ہمارا کھانا بند ہو چکا ہو اور سخت تکلیفیں دی جا رہی ہیں، جیسا کہ پچھلے خط میں لکھ چکا ہوں۔

اب وہ ہمیں زہر دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ بلکہ کئی مرتبہ دے بھی چکے ہیں لیکن میرے خادم عارف (جو اب میرے ہی ساتھ قید ہی) کی وفاداری اور بیداری کی وجہ سے ابتک اُنھیں کامیابی نہ ہو سکی۔ ایک دن عارف نے ایک افسر کے ذریعہ دودھ خریدا۔ افسر نے اُس میں زہر ملا دیا تھا۔ عارف پہچان گیا اور دودھ پھینک دیا۔ ۲ دن بعد عارف نے گوشت خرید کر میرے لئے پکایا۔ مگر اُسکے ہٹتے ہی اُس میں زہر ڈال دیا گیا۔ چند دن بعد ہمارے پانی کی صراحی میں زہر ملا دیا گیا۔ ہمارے محافظ بکر آفندی چرکسی نے اعتراف کر لیا ہو کہ قصر شاہی سے روز تاکیدی حکم آرہے ہیں کہ ہمیں فوراً مار ڈالا جائے۔ چنانچہ عثمان پاشا والی مکہ نے محمد بک چرکسی کو مکہ معظمہ سے خاص اسی غرض سے یہاں بھیجدیا ہو اور وہ قتل کی طیاریوں میں لگا ہوا ہو۔ ظاہر ہو ہم ان تمام قوتوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ موت یقینی ہو۔ شاید اس خط کے پہنچنے سے پہلے ہی تمھیں میری موت کی خبر پہنچے۔ لیکن تم رنجیدہ نہ ہونا۔ کیونکہ مجھے امید ہو یہ موت، میرے تمام گناہوں کا کفارہ ہوگی۔ میں اپنے وطن اور امت کی راہ میں مر رہا ہوں۔ میری وصیت یہ ہو کہ حکومت کوشش کرے گی تمھیں آستانہ لے جائے اور تمھارا وظیفہ مقرر کرے۔ مگر تم اسے منظور نہ کرنا۔ اپنے گھر ہی میں رہنا۔ میری بہن صدیقہ خانم کو اپنے ساتھ رکھنا اور ترکہ میں سے اُنھیں بھی حصہ دینا۔ میں نے تمھیں خدا کے سپرد کیا۔

۱۰ رجب ۱۳۰۱ھ

آخری خط

شہادت سے ایک دن پہلے لکھا گیا

علی وصفی آفندی کے نام

میں تمھیں پہلے بھی خط لکھ چکا ہوں۔ اپنی سوانح عمری کا ایک جزو ختم کر کے تمھیں بھیج چکا ہوں۔ پڑھنے کے بعد سمرنا بھیجدینا۔ اب زندگی کی کوئی امید باقی نہیں رہی۔ کیونکہ یہ لوگ زہر دینے میں ناکامیاب رہے۔ اب کوئی دوسری تدبیر کرینگے۔ میں ہر لحہ خداوند تعالیٰ سے مغفرت کی دعائیں کرتا رہتا ہوں۔ اگر میں مرجاؤں تو فقراء پر دس پونڈ خیرات کر دینا جو تمھارے پاس امانت ہیں۔ اگر اس سے زیادہ خرچ کرنا ہو تو سمرنا سے روپیہ طلب کر لینا۔ فوراً آجائے گا۔ میرے مرشد شیخ سلیمان کی دست بوسی کرو اور میرے حق میں دعا کی درخواست کرو۔ درویش صلاح الدین پر بھروسہ نہ کرنا کیونکہ اُس کی طبیعت کا حال معلوم ہو۔ بلا ضرورت مجھے نہ لکھنا۔ آئندہ شاید میں بھی کچھ لکھ نہیں سکوں گا۔ کیونکہ حالت بہت خطرناک ہو گئی ہو۔ والسلام

الہلال کے ابتدائی نمبر

الہلال سلسلۂ جدید کے ابتدائی نمبر، یعنی نمبر

۱۔ سے ۵۔ تک

بعض حضرات کو مطلوب ہیں، وہ دوگنی

قیمت پر

خریدنے کے لئے طیار ہیں۔ دفتر کو اطلاع

دیجائے

منیجر

تاریخ و عبر

ہندوستان

انگریزی حکومت سے پہلے اور انگریزی حکومت کے بعد

خود انگریز مدبروں اور مصنفوں کی نظر میں

اٹھارویں اور انیسویں صدی کے مدبروں کی شہادت

"بنگال اپنی پیداوار اور ہر چیز کی فراوانی میں، دنیا کے ہر شہر سے مقابلہ کر سکتا تھا۔ یہ علاقہ اس قدر زرخیز تھا کہ انسانی ضروریات اور عیش و عشرت کا جملہ سامان بآسانی مہیا کرتا تھا۔ کیونکہ یہاں ہر قسم کے مویشی، بارہ ماسی پھل، بکثرت غلہ، ہر قسم کا کپڑا خصوصاً نفیس ریشم اس قدر زیادہ موجود تھا کہ دنیا کے کسی علاقہ میں بھی نہ ہوگا" ۱۵۰۳ء (الفنسٹن جلد ۲)

"باشندے عام طور پر نہایت تہذیب اور آرام سے زندگی بسر کرتے تھے اور اپنی جان و مال کی طرف سے بالکل مطمئن تھے، کیونکہ بادشاہ اپنی رعایا کو نہ تو جھوٹے الزاموں پر ماخوذ کرتا تھا، نہ اس کی مال و دولت اور شاندار زندگی پر حسد کر کے اسے اس سے محروم کرتا تھا"

(پاٹر و لڈویل ۱۶۲۳ء)

"بادشاہ کے ذاتی کمرے اور شاہی دربار اپنی چمک دمک میں انگا خانۂ چین ہو رہے تھے۔ محل کی ہر ہر چیز اس سلیقہ اور ہنرمندی کی زندہ شہادت تھی جو اسمیں صرف کی گئی تھی۔ عظیم تخت شاہی، جو "کوہ نور" ہیرے کے ساتھ کئی صدی پہلے ایران سے لایا گیا تھا، ٹھوس سونے کا تھا، اور دو عظیم الشان طاؤسوں پر قائم تھا، جن کی پھیلی ہوئی دمیں بیش بہا جواہرات سے مرصع تھیں۔۔۔ اس طرح شہنشاہی عظمت قلعہ دہلی کے اس کتبہ کو صحیح ثابت کر رہی تھی کہ

اگر فردوس بر روئے زمین است
ہمین است و ہمین است و ہمین است!

(قدیم و جدید دہلی مصنفہ ایل گینی)

"تمام زمانوں میں سونا خصوصاً چاندی کی برآمد ہندوستان کی بہت پر منفعت تجارت تھی۔ روئے زمین پر کوئی ملک بھی اپنی ضروریات اور کمالیات میں بیرونی ممالک سے اتنا مستغنی نہ تھا جتنا یہ ملک تھا۔ مناسب آب و ہوا، زرخیز سرزمین، اور خود باشندوں کی ذہانت نے وہ سب کچھ مہیا کر دیا تھا جس کی انھیں ضرورت تھی"۔ (ڈاکٹر رابرٹسن)

"بنگال اپنے لا متناہی خزانوں سے اپنے آقاؤں کو دنیا کا سب سے زیادہ دولتمند بنانے کی صلاحیت رکھتا ہے" (کلایو کے خطوط ۱۷۶۱ء)

"نواب شائستہ خاں کے عہد (۹۴-۱۶۸۰) میں ایک روپیہ میں ۸ سیر چاول فروخت ہوتے تھے" (جے ٹیل)

"شہر ڈھاکہ میں ۵۲ بازار اور ۵۲ سڑکیں تھیں (ر)

شہر مرشد آباد اس قدر دلچسپ اور دولتمند ہے جس قدر خود شہر لندن۔ فرق یہ ہے کہ اول الذکر میں لوگوں کی ذاتی جائدادیں آخر الذکر سے بہت زیادہ ہیں۔ اس کی آبادی کئی لاکھ ہوگی۔ اور اگر وہ یورپین باشندوں کو فنا کرنے کا ارادہ کریں تو صرف لاٹھیوں اور پتھروں سے کر سکتے ہیں"

(پارلیمنٹری کمیٹی کے سامنے کلایو کی شہادت ۱۷۶۶ء)

"بنگال کی سلطنت، چھ سو میل لانبی، تین سو میل چوڑی اور دنیا کی ایک نہایت ہی وسیع اور زرخیز میدانی سرزمین کی مالک ہے، جہاز رانی کی صلاحیت رکھنے والے متعدد دریاؤں سے سیراب ہوتی ہے، اپنے دامنوں میں ڈیڑھ کروڑ جفاکش انسانی آبادی رکھتی ہے، یہی نہیں بلکہ اس سے دوگنی آبادی کے لئے پیداوار کی قابلیت رکھتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قدرت نے خاص اپنے ہاتھوں سے اسے دنیا بھر سے زیادہ زراعت کے لائق بنا دیا ہے" (ڈاد ۱۷۸۱ء)

"سراج الدولہ کی وفات کے بعد بنگال کے سیاح تصدیق کرینگے کہ یہ دنیا کی سب سے زیادہ مالدار، آباد، اور زرخیز سلطنت تھی۔ تجار اور امرار دولت و ثروت اور عیش و آرام میں غرق تھے۔ دستکار اور صناع، اطمینان اور فراغت کی زندگی بسر کرتے تھے" (۱۸۳۲ء ر)

"پبلک کو ہر طرح پریشان کر کے ملک ویران کر دیا گیا تھا۔ چھ سال کے قلیل زمانہ میں دولتمند قلمرو کے نصف بڑے بڑے شہروں کو بالکل اجاڑ دیا گیا تھا۔ دنیا کی سب سے زیادہ زرخیز زمین تباہ کر ڈالی گئی تھی اور ۵۰ لاکھ بے ضرر اور محنتی انسانوں کو جلا وطن یا برباد کر دیا گیا تھا"

(ایسٹ انڈین کمپنی کے عہد میں بنگال ۱۸۳۲ء)

"جتنی رقمیں بھی دہلی پہلے بھیجی گئی ہوں، وہ سب کی سب بنگال کی وسیع تجارت کے منافع سے وصول ہو جاتی تھیں۔ بنگال کی تجارت پورے ہندوستان کی دولت کا مرکز تھی ۔۔۔ اس صورت حال سے موجودہ زمانہ کے حالات کس قدر مختلف ہیں؟ جب سے بنگال، بہار اور اڑیسہ کی نظامت ہمارے (انگریزوں) ہاتھ میں آئی ہے، یہ صوبے اپنی خوشحال آبادیوں اور دستکاریوں کی قدیم اہمیت سے کس قدر محروم ہو گئے ہیں؟" (دیو آف بنگال)

"ہندوستان کبھی مغلوب نہ ہوتا اگر خود اس کے فرزندوں کی مدد نہ ہوتی" (سر جان میکوم)

"ہندوستان ایک ایسی فوج سے فتح ہوا ہے جس میں تین حصے خود ہندوستانی سپاہی تھے اور صرف ایک حصہ انگریز تھے۔

. . . .

جبکہ ہم یہاں ہندوستان میں ایک اتنی بڑی آبادی کے فتح کرنے میں مصروف تھے، جو پورے یورپ کی آبادی کے برابر تھی، تو اس وقت انگلستان میں انگریزوں کو اس مقصد کے لئے نہ تو ٹیکس دینا پڑا، نہ قرضہ لینا پڑا، نہ کسی الجھن کا سامنا ہوا، اور نہ ہی کوئی جنگی بھرتی کی ضرورت پڑی۔

. . . .

جو کچھ میں نے کہا اس کا مقصود یہ ہے کہ ہندوستان کی فتح، صحیح معنی میں ہرگز فتح نہیں ہے، کیونکہ یہ انگلینڈ کی حکومت، فوج، اور روپیہ سے عمل میں نہیں آئی۔ انگلینڈ نے صحیح معنی میں ہندوستان کو فتح ہی نہیں کیا ۔۔۔ (ایکسپینشن آف انگلینڈ۔ پروفیسر سیلی)

"اگر ہندوستان میں متحدہ قومیت کا کمزور جذبہ بھی پیدا ہو جائے اور اس میں اجنبیوں کے نکالنے کی کوئی عملی روح نہ بھی ہو، بلکہ صرف اس قدر احساس عام ہو جائے کہ اجنبی حکومت سے اتحاد عمل ہندوستانیوں کے لئے شرمناک ہے، تو اسی وقت سے ہماری شہنشاہیت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ کیونکہ ہم درحقیقت ہندوستان کے فاتح نہیں ہیں اور اس پر فاتحانہ حکمرانی نہیں کر سکتے ہیں۔ اگر ہم اس طرح کی حکومت کرنی بھی چاہیں گے تو اقتصادی طور پر قطعاً برباد ہو جائیں گے" (ر)

"جنگ پلاسی کے بعد ہی بنگال کی لوٹ، انگلستان پہنچنے لگی اور اس کا اثر فوراً نمودار ہوا۔ تمام مورخ متفق ہیں کہ انگلستان میں جس صنعتی انقلاب نے انیسویں صدی کو تمام پچھلے زمانوں سے ممتاز کر دیا اس کی بنیاد اسی جنگ کے بعد یعنی ۱۷۶۰ء میں پڑی تھی۔

(مسٹر بروک آدم)

اکثر موجودہ یورپین قوموں کی خوشحالی، قدیم تہذیب کی نمائندہ مشرقی قوموں کی لوٹ پر قائم ہوئی ہے۔ انگلستان کی صنعتی برتری

سرا سر بنگال اور کرناٹک کے عظیم خزانوں کی لوٹ سے شروع ہوئی جنگ پلاسی سے پہلے ہمارے ملک (انگلستان) کی صنعت نہایت پست تھی
(ڈیگبی)

تین کروڑ انسانوں کو لوٹ کر کلکتہ میں عظیم الشان دولت بہت جلد جمع کر لی گئی تھی ... قدیم زمانوں میں معمولی مظالم پر ہندوستانی اپنے حاکموں کو برطرف کر دیا کرتے تھے۔ مگر انگریزی حکومت ہلنے والی نہ تھی یہ حکومت سنگ دل سے سنگ دل وحشی اور مستبد حکومتوں کی طرح ظالم اور سخت تھی۔ مزید براں تمام تمدنی طاقتور ہتیاروں سے مسلح تھی۔
(لارڈ کلائیو پر میکالے کا مضمون)

یہ مالامال خزانے، کروروں آدمیوں کی صدیوں کی کمائی، انگریزوں نے ہتیا کر لندن اُسی طرح بھیج دی، جس طرح رومن نے یونان اور پونٹس کے خزانے اٹلی بھیجے تھے، ہندوستانی خزانے کتنے قیمتی تھے؟ کوئی انسان بھی اس کا اندازہ نہیں کر سکتا۔ لیکن وہ ضرور کروروں اشرفیاں ہونگی۔ اتنی دولت اُس وقت کی مجموعی یورپین دولت سے بھی بہت زیادہ تھی۔ (بروک آڈم)

جب میں ۱۸۴۰ء میں انگلستان آیا تو یہاں بڑے بڑے شہروں کے علاوہ ملک بھر میں بارہ بینک بھی موجود نہ تھے۔ بنگال کی چاندی نے انگلستان پہنچکر نہ صرف دولت میں بے شمار اضافہ کیا بلکہ اس کی رفتار بھی بہت تیز کر دی (برک)

ہمارے خیال میں یہ بڑی دولت جو ہم نے ہندوستانی تجارت سے حاصل کی ہے ایک نہایت ہی ظالمانہ اور جابرانہ دستور العمل سے مہیا ہوئی ہے ایسا دستور العمل جس کی نظیر نہ کسی ملک میں ملتی ہے نہ کسی زمانہ میں۔ (ایسٹ انڈیا کمپنی کے ڈائرکٹروں کی یادداشت ۱۸۱۱ء)

سرسری اندازہ کے ساتھ، بڑی آسانی سے دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ جنگ پلاسی اور جنگ واٹرلو کے درمیانی زمانہ میں ہندوستان سے انگلستان کو پندرہ ارب روپیہ جا چکا تھا۔ (میجر ونگیٹ)

ہندوستان، انیسویں صدی میں انگلستان کو کم سے کم ایک ارب ۵۰ کرور روپیہ دے چکا ہے۔ ہمارے ہم وطنوں (انگریزوں) کا ۱۳ کرور روپیہ ہندوستانی تجارت میں لگا ہے۔ اس طرح ہندوستان کی تجارت ہمارے لئے دنیا کے تمام ملکوں کی تجارت سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ ہندوستان میں ہمارے حوصلہ مند نوجوانوں اور بے شمار نفیروں کو روٹی مل رہی ہے۔ دنیا کے ہر گوشہ میں ہمارے ملک کو ہندوستان کا قبضہ بہت زیادہ طاقتور، باعزت، اور با اثر بنا رہا ہے۔ تمام اعلیٰ خیالات، مسیحی حکمرانی اور تہذیب کے فرائض سے قطع نظر کر کے، ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ ہندوستان کو ہمیشہ اپنے قبضہ میں رکھنا چاہئے۔ انگریز بھاری سے بھاری قربانیاں کرنے کو طیار رہیں مگر یہ سونے کی چڑیا کسی حال میں بھی اپنے ہاتھ سے اڑنے نہیں دیں گے!
(میجر ونگیٹ ۱۸۵۹ء)

ہندوستان نے ہمارے لئے سب کچھ کیا ہے۔ کرۂ زمین پر ہمیں ویسا ہی مہتم بالشان جزیرہ بنا دیا ہے جیسا جاپان کو اُس کے جزائر نے۔ ہم اتنی بڑی سلطنت ہو گئے ہیں جتنی دنیا نے کبھی نہ دیکھی تھی۔ اس احسان پر ہمیں ہندوستان کا ہمیشہ شکر گزار رہنا چاہئے۔
(سر جارج برڈوڈ)

ہندوستان کا ہمیشہ خون چوستے رہنا چاہئے۔
(لارڈ سالسبری ۱۸۷۵ء)

میں پوری متانت سے اعلان کرتا ہوں کہ گورنمنٹ کے مظالم سے مالابار کی مخلوق فنا ہو گئی اور ملک برباد کر ڈالا گیا۔ موجودہ گورنمنٹ نے ملک اور اُس کے باشندوں کو مفلس اور ذلیل کر ڈالا ہے۔
(فرانسس براؤن: سیلکٹ کمیٹی رپورٹ ۱۸۷۱ء)

ہندوستان کا نظارہ، دماغ پر افلاس اور افسردگی کا اثر قائم کر دیتا ہے۔ ملک سے زیادہ اُس کے عام باشندے اُداس ہیں۔ وہ کمزور اور خستہ نظر آتے ہیں۔ اُنکے کپڑے میلے کچیلے پھٹے پُرانے ہیں۔ وہ سب غریب معلوم ہوتے ہیں اور محض ایک ٹکڑا روٹی پانے کے لئے جان توڑ محنت کرتے ہیں، وہ لاغر اور مرجھائے ہوئے ہیں۔
(سر فریڈرک ٹریوس ۱۸۲۰ء)

برطانوی ہند کی دیہاتی آبادی کی حالت کیا ہے؟ اب وہ اُس مطمئن اور خوش و خرم قوم کی نمائندگی نہیں کرتی جس کا حال ہم قدیم تاریخوں میں پڑھتے ہیں شکستہ روح، پست دماغ، خستہ حال غریب رعیت کی ایک یہی آرزو رہ گئی ہے کہ آئندہ فصل ملنے تک وہ بھوکوں نہ مر جائے۔ (دی تھری پریسیڈینسیز آف انڈیا)

آج ہندوستان کی عام آبادی اس قدر تلاش ہو رہی ہے کہ اس کے پاس بمشکل قوت لایموت باقی ہے۔ عیش و عشرت تو درکنار، ہندوستانی بمشکل اپنے بال بچوں کی شکم پُری کر سکتا ہے"
(لارڈ لارنس ۱۸۶۴ء)

برطانوی صنعت بڑہانے کے لئے ہندوستانی دستکاری کا گلا گھونٹنا بڑے فخر کے ساتھ انگریزی تدبر قرار دیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ برطانوی قساوت کا ایک بہت ہی بڑا ثبوت ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اپنے ملک کی ترقی کے لئے انگریزوں نے کس طرح چنگی اور محصول لگا کر ہندوستان کی صنعتی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ (مسٹر شور)

---

۱۸ سے ۳۰ سال کی عمر والی ہندوستانی عورتیں بہترین سوت کاتتی ہیں۔ روپیہ بھر وزن کی روئی سے ۴ میل سے بھی زیادہ لمبا سوت طیار کر سکتی ہیں۔ (جیمس ٹیلر)

وہ انگریزی حملہ ہی تھا جسنے چرخہ ہلاک کر دیا۔ انگلستان نے خود ہندوستان کے بازاروں سے ہندوستانی کپڑا بے دخل کر دیا۔ اُسنے اس ملک میں اپنا سوت بھیجنا شروع کیا، یہاں تک کہ دیسی سوت غائب ہو گیا۔ یہ ملک جو روئی کا مرکز تھا، بدیشی سوت کا دست نگر ہو گیا۔ ۱۸۱۸ء سے ۱۸۳۶ء تک ہندوستان میں انگریزی سوت کی درآمد ایک سے شروع ہو کر ۵۲۰۰ گنا ہو گئی! (کارل مارکس: برٹش رول ان انڈیا)

ہمارا تعلق ہندوستان سے بہت گہرا ہے۔ دنیا میں یہ ملک سب سے بڑا بازار ہے۔ ہم وہاں بحیثیت تاجر کے گئے ہیں: باوجود موجودہ زمانہ کی تمام نفاظیوں کے ہماری ہندوستانی حکومت ایک مادی بنیاد پر قائم ہے جسے ان لفظوں میں بیان کیا جا سکتا ہے کہ ہم تمہاری حفاظت کریں، تم ہمارا مال خریدو۔ اگر ہم ہندوستان چھوڑ دیں تو اس سے نہ صرف ہندوستانیوں ہی کو نقصان پہونچے گا بلکہ لنکا شائر کے ایک کرور ۲۰ لاکھ آدمی بھوکوں مر جائیں گے اور ہماری تمام صنعتی زندگی ختم ہو جائے گی۔ تمام باتوں کا ہمارے پاس صرف ایک ہی جواب ہے اور وہ یہ کہ "کچھ ہی ہو ہماری قوم کو زندہ رہنا ہے"! بغیر ہندوستان کی تجارت اور دستکاری پر قبضہ رکھے یہ قوم اس تنگ جزیرہ میں کسی طرح بھی زندہ نہیں رہ سکتی۔ (مسٹر وہائٹ ۱۸۴۲ء)

موافق موسم میں سال بھر خرچ کرنے کے بعد ۰۰۰،۰۰۰،۰۰،۴۰ من غلہ ہندوستان میں بچ رہا تھا۔ (قحط کے کمیشن کی رپورٹ ۱۸۸۰ء)

۱۸۴۰ء میں بنگال دنیا کا سب سے زیادہ مالدار، آباد اور زرعی ملک تھا۔ (بنگال کی تحقیقات ۱۸۳۴ء)

گورنمنٹ نے کسانوں پر اتنا زیادہ لگان لگا دیا ہے کہ اُنکے اور اُنکے بال بچوں کی سال بھر کی خوراک بھی اکثر نہیں بچتی۔
(سر ڈبلو۔ ہنٹر ۱۸۷۵ء)

جنگل کٹ جانے کی وجہ سے ہندوستان کے باشندوں پر دوہری مصیبتیں اور بڑھ گئیں۔ ایندھن کا فقدان اور بارش کی کمی۔
(بیرون ہن لورڈ)

انگریزی سلطنت کے آغاز ہی میں ہندوستان کے جنگل تیزی سے برباد کر ڈالے گئے۔ (پروڈکشن ان انڈیا)

جنگل، قومی دولت کا ایک بہت اہم سرچشمہ ہیں جنگل، اوس پیدا کرتے ہیں اور موسم کا اُتار چڑہاؤ روک کر اعتدال قائم کرتے ہیں۔ ہندوستان جیسے ملک میں جہاں گرمی اور بارش بہت ہوتی ہے جنگل کی اہمیت کسی طرح بھی نظر انداز نہیں کی جا سکتی۔ (〃)

اکبر کے عہد میں نہروں کا ایک ایسا بڑا سلسلہ قائم کیا گیا تھا جیسا پہلے کبھی نہ تھا۔ (کیپر صفحہ ۲۵۳)

فیروز شاہ نے اپنے عہد میں دریاؤں پر تیس بند قائم کئے تھے، پانی محفوظ رکھنے کے لئے ۳۰ عظیم الشان حوض بنائے تھے اور ایک اتنی بڑی نہر کھدوائی تھی جو اُپنے وقت میں سب سے بڑی نہر تھی۔
(〃 〃)

دہلی کی نہر، جسے شہنشاہ شاہجہاں نے بنوایا تھا، نہایت ہی وسیع اور مضبوط تھی۔ (ڈوڈ)

پورے جنوبی ہندوستان میں گنجام سے راس کماری تک ایسے عظیم الشان اور غیر معمولی تالابوں کے نشان ابتک موجود ہیں جن کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ (فرانسس براؤن)

ہندوستان کے نام نہاد "وحشی" پُرانے حکمران رعایا کی منفعت کے کاموں پر اتنی دولت خرچ کرتے تھے جس سے اُس زمانہ میں پوری یورپین جنگی قوت قائم ہو سکتی تھی۔ (تھری پریسیڈنسیز آف انڈیا)

ہندوستان کے موجودہ حکمرانوں (انگریزوں) نے پُرانے ہندوستانی بادشاہوں کی رعایا پروری کی خوب نقل آتاری ہے۔ یہ بھی کبھی کبھی نہریں کھودتے ہیں مگر اپنی تنگ نظری کی وجہ سے مستقبل کو دیکھنے کے بجائے اپنی فوری منفعت پر نظر رکھتے ہیں۔ مگر اس نقالی میں وہ اپنے پیش رَو ۔ تاتاری ۔ حکمرانوں کی فیاضی کی تقلید نہیں کرتے۔ (بہ)

انگریزوں نے ہندوستان کے لئے ارزاں ذرائع نقل وحرکت اور آب پاشی کی ضرورت تو محسوس کی۔ مگر یہ محسوس نہ کیا کہ ہندوستان میں تیز ذرائع نقل وحرکت سے بھی زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ خشک سالی کے زمانہ میں غلہ فراہم کیا جائے۔ اُنھوں نے وسیع ریلیں جاری کردیں مگر وہ جہاز رانی کے لائق دریا بنانے کی ہمت نہ کرسکے۔ کیونکہ ایسے دریا، ریلوے کے مدمقابل ہوجاتے اور وہ نفع کم کردیتے جو ریلوں سے حاصل ہوتا ہے اور جس سے انگریز فائدہ اٹھاتے ہیں، قدرت نے ہندوستان کو بڑے بڑے دریا عطا کئے ہیں جو قدیم زمانہ میں تجارت کے راستے تھے۔ اور ان دریاؤں سے نکلی ہوئی نہریں باشندوں کے لئے نہایت ہی مفید ہوسکتی تھیں۔ وہ سستے طرق مواصلات اور نقل وحرکت کا کام بھی دے سکتی تھیں اور پیداوار کو ترقی دیکر فصلوں کی محافظ اور قحطوں کی سد راہ بن سکتی تھیں مگر انگریزوں نے سخت جغرافی غلطی کی۔ چونکہ خود اُنکے اپنے ملک میں نہروں کی بہت کم ضرورت تھی اس لئے اُنھوں نے ہندوستان میں بھی نہریں تیار کرنے میں غفلت کی۔ (سر آرتھر کاٹن: بلوبک)

اگر بنگال میں آب پاشی کا کافی انتظام ہو تو وہ تنہا پورے ہندوستان کا پیٹ بھر سکتا ہے۔ (ڈاکٹر ٹیلی کی شہادت زرعی کمیشن کے سامنے)

چارے کا سوال پورے ہندوستان کے لئے حد درجہ اہمیت حاصل کرگیا ہے۔ ظاہر ہے چارا جس قدر کم ہوگا مویشی اُسی قدر کمزور ہونگے اسمیں کوئی شبہ نہیں کیا جاسکتا کہ اگر حالات میں فوری خوشگوار تبدیلی نہ ہوئی تو بنگال اور آسام کی زراعت کو نہایت سخت نقصان پہنچیگا۔
(سر چارلس ایلیٹ)

دنیا کا کون ملک بغیر اپنے مویشیوں کے سرسبز ہوسکتا ہے؟ ہم فخر کرتے ہیں کہ ہم ہندوستان کے محافظ ہیں۔ مگر ہم نے ہندوستانی مویشیوں کی بقاء کے لئے کیا کیا ہے؟ کچھ بھی نہیں کیا۔ مجھے شرم کے ساتھ اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ ترقی کے بجائے ہم نے مویشی فنا کرنے میں مدد دی ہے! میں بغیر قوم کے مویشیوں کا تصور کرسکتا ہوں مگر بغیر مویشیوں کے قوم کا تصور نہیں کرسکتا۔ (سر ولیم ویڈر برن)

ہر منٹ میں ہندوستان سے ایک گائے باہر جاتی ہے۔
(بلوبک ۱۸۸۰ء)

۱۸۸۳ء میں تمام بیرونی دُنیا سے انگلستان کو ۲۹٬۸۶٬۵۰٬۷۰۰ من گیہوں گیا۔ برخلاف اس کے صرف ہندوستان سے ۱۱٬۸۶٬۶۳٬۷۱۰ من گیہوں گیا۔ (رائل اگریکلچر سوسائٹی ۱۸۸۳ء)

ہر منٹ میں غلہ کی حسب ذیل مقدار ہندوستان سے باہر جاتی ہے:

چاول:	ہر منٹ میں	۱۱۸ من
گیہوں:	" "	۶۵ "
دال مسور:	" "	۵۵ "
دال ارہر:	ہر منٹ میں	۵۰ من
موم پھلی:	" "	۵۵ "

(سرکاری اعداد وشمار کی چوتھی اشاعت)

سیالکوٹ وغیرہ علاقوں میں دل ہلا ڈالنے والی بے شمار موتوں کی وجہ میرے خیال میں صرف یہ ہے کہ افسوسناک قزاقی کے ساتھ غریبوں کی خوراک چھین کر باہر بھیجدی جاتی ہے۔ اس سے ملک کی کسان آبادی دائمی قحط کا شکار رہتی ہے۔
(ایچ، ڈبلو، بیلو سینٹری کمشنر پنجاب کا خط ۱۸۹۱ء)

خراب غذا سے صرف اموات کی زیادتی ہی نہیں ہوگئی ہے بلکہ زندہ نسل کی جسمانی قوت بھی تباہ ہوگئی ہے۔ (" ")

کلکتہ میں فی روپیہ اناج کا نرخ

زمانہ	چاول	گیہوں	سرسوں کا تیل
۱۷۳۸ء	۲ من ۳۰ سیر	۲ من ۲۰ سیر	۱۲ سیر
۱۷۵۰ء	۲ من ۱۰ سیر	۲ من ۱۰ سیر	۱۰ سیر
۱۷۵۸ء	۱ من ۳۰ سیر	۱ من ۳۵ سیر	۸½ سیر
۱۷۸۲ء	۱ من ۵ سیر	۱ من ۵ سیر	۷ سیر
۱۸۲۵ء	۳۰ سیر	۳۲ سیر	۶ سیر
۱۸۵۹ء	۱۵ سیر	۱۸ سیر	۵ سیر
۱۸۸۰ء	۱۲ سیر	۱۱ سیر	۴½ سیر

(ایسٹ انڈین کمپنی کا غیر مطبوعہ ریکارڈ۔ برٹش میوزیم میں)

ہندوستان میں بیماریوں کی کثرت کی اصلی وجہ خراب غذا ہے۔ اسی غذا نے ہندوستانیوں کا جسم کمزور کرکے بیماری کے لئے مستعد کردیا ہے
(لفٹنٹ میکارلین: اگریکلچر کمیشن)

ہندوستان کی ایک تہائی آبادی کو ناکافی کھانا ملتا ہے۔ ۴ کرور آدمی تو صرف ایک ہی وقت کھانا پکاتے ہیں۔ دس کرور آدمیوں کو کسی قسم کی طبی مدد نہیں پہونچتی۔ (" ")

گزشتہ ۵۵ سال میں ۲۶ بڑے بڑے قحط پڑے جن میں ۲ کرور سے بھی زیادہ آدمی بھوک سے مرگئے۔ (" ")

دنیا کے تمام دوسرے ملکوں کے مقابلہ ہندوستان میں قحط کیوں زیادہ پڑتے ہیں؟ اس کی وجہ بارش یا اوس کی کمی نہیں۔ کیونکہ خراب سے خراب موسم میں بھی بکثرت بارش ہوتی اور زراعت کو بڑھاتی ہے۔ اس کی اصلی وجہ یہ ہے کہ ہندوستان روز بروز غریب ہوتا جارہا ہے۔ (ڈبلو، ایس لیلی: انڈیا اینڈ اٹس پرابلم)

نصف ایکڑ زمین پر گزارہ کرنے کے لئے کرورہا ہندوستانی کسان جدوجہد کررہے ہیں۔ اُن کی ساری زندگی ہمیشہ قحط سے دست بدست لڑائی میں گزرتی اور اکثر شکست پر ختم ہوتی ہے۔ اُن کی کوشش اس لئے نہیں ہے کہ غریبانہ زندگی بسر کرسکیں۔ یہ تو بہت بڑی چیز ہے۔ وہ بیچارے محض زندہ رہنے کے لئے کوشاں ہیں۔ ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ چند علاقوں کے علاوہ تمام ہندوستان، دائمی قحط کی بلا میں مبتلا رہتا ہے۔ (مسٹر جیکسن)

ہندوستان میں شرح اموات بحساب فی منٹ

ہر منٹ میں	۲۳	جوان
" "	۴	بچے
" "	۲	دق میں
" "	۰	ملیریا میں

بنگال میں روزانہ تعداد اموات

۲۰۰	جوان	ملیریا سے
۸۱۶	بچے	" "
۲۰۰	مائیں	" "

(سرکاری اعداد وشمار کی چھٹی اشاعت)

صحت خریدی جاسکتی ہے، تعلیم خریدی جاسکتی ہے، طبی امداد خریدی جاسکتی ہے لیکن ہندوستانیوں کے پاس خریدنے کی قوت کہاں ہے؟ یہاں تو ہر ہندوستانی کی آمدنی صرف ایک آنہ ہے۔
(ڈاکٹر مین لی پیچ)

شرح آمدنی

آمریکہ	(فی کس)	۱۴ روپیہ ۹ آنہ ۔
فرانس	"	۷ روپیہ ۴ آنہ
انگلینڈ	"	۶ " ۶ "
جاپان	"	۴ " ۱۱ "
ہندوستان	"	ایک آنہ ۶ پائی

(بین الاقوامی اشاعت ۱۸۹۰ء)

اگر کبھی انگریزوں کو ہندوستان اُسی طرح چھوڑنا پڑا، جس طرح رومن نے انگلستان چھوڑا تھا تو وہ ایک ایسا ملک چھوڑ جائینگے جس میں نہ تعلیم ہوگی، نہ حفظان صحت کا سامان ہوگا، اور نہ ہی دولت ہوگی۔ (سر ڈی، ہلٹن)

"لڑاؤ اور حکومت کرو" کا رومن مقولہ، ہماری ہندوستانی حکومت کا اصل اصول ہونا چاہئے۔ عام اس سے کہ وہ سیاست، تمدن، یا فوج کسی سے بھی متعلق ہو۔
(ایک انگریز افسر کا بیان رسالہ "ایشیاٹک جنرل" ۱۸۲۱ء)

تعلیم کا اثر یہ ہوگا کہ فرقہ دارانہ اور مذہبی تعصب دور ہوجائیگا۔ حالانکہ اسی تعصب کی بدولت ہم ابتک ملک پر قابض ہیں۔ اسی کے ذریعہ ہندوؤں کو مسلمانوں سے اور مسلمانوں کو ہندوؤں سے لڑاتے ہیں۔ تعلیم کا اثر یہ ہوگا کہ اُنکے دماغ روشن اور وسیع ہوجائینگے اور وہ اپنی عظیم قوت کا احساس کرلیں گے۔
(سر ایل، اسمتھ ۱۸۳۱ء)

میرے پاس اس خیال کی ہر وجہ موجود ہے کہ مندر سومناتھ کا پھاٹک ہندوستان واپس لانے سے تمام ہندو ہم سے مطمئن اور خوش ہوگئے ہیں۔ میرے خیال میں اس کی وجہ سے مسلمان بھی ناراض نہیں ہوئے۔ لیکن میں اس حقیقت سے اپنی آنکھیں بند نہیں کرسکتا کہ یہ قوم (مسلمان) بنیادی طور پر ہماری دشمن ہے۔ بنابریں ہمارے لئے بہترین پالیسی یہ ہوگی کہ ہندوؤں کو خوش رکھیں۔
(لارڈ ایلنبرو ۱۸۴۳ء)

احرار اسلام

عہد اموی کی اسلامی ذہنیت

اروی بنت الحارث ابن عبدالمطلب

ایک موسم حج میں ضعیف العمر اروی بنت الحارث بن عبدالمطلب امیر معاویہ بن ابی سفیان کے دربار خلافت میں حاضر ہوئی۔

"میرے بھتیجے! تو کیسا ہے؟" اروی نے کہا "تو نے خدا کی نعمت سے کفران کیا۔ اپنے بھائی (یعنی امیر المومنین علی علیہ السلام) کے حق کا لحاظ نہ کیا۔ اپنے نام کے سوا ایک نیا لقب اختیار کیا (یعنی امیر المومنین کا لقب) دوسرے کے حق پر قابض ہو گیا (یعنی خلافت پر) حالانکہ اسلام میں نہ تو خود تو نے کوئی خدمت کی، نہ تیرے آبا و اسلاف نے۔ تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے حق سے اعراض و انکار کیا تھا اسی پر خدا نے تمھاری قسمتیں بگاڑ دیں۔ تمھیں ذلیل و خوار کیا۔ حق حقداروں تک پہنچ گیا۔ اللہ کا بول بالا ہوا۔ اگرچہ مشرکوں پر یہ ظفرمندی بہت شاق تھی۔ اس دین میں ہم اہل بیت کا درجہ اور حصہ سب لوگوں سے زیادہ ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں فوت ہوئے کہ مغفور و مرحوم تھے، خدا کے حضور میں معزز و پسندیدہ تھے۔ آپ کے بعد ہم اہل بیت کے ساتھ تم نے وہ برتاؤ کیا جو قوم موسیٰ کے ساتھ خاندان فرعون نے کیا تھا کہ اُن کے مردوں کو قتل کرتے تھے اور عورتوں کو زندہ رکھتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہمارا شیرازہ بندھ نہ سکا۔ ہم پر کوئی سختی بھی آسان نہ ہوئی۔ ہماری انتہا جنت ہے۔ تمھاری انتہا دوزخ ہو!"

"گمراہ بڑھیا!" عمرو بن العاص جو دربار میں موجود تھے، بے اختیار پکار اٹھے "اپنی زبان روک، شرم سے آنکھ نیچی کر"

"تو کون ہے؟ تیری ماں مرے!" اروی نے خفگی سے کہا۔

"عمرو بن العاص" لوگوں نے جواب دیا۔

اروی نے کہا "تو مجھ سے بولنے کی جرأت کرتا ہے! اپنے عیب چھپے رہنے دے۔ اپنی خیریت منا۔ واللہ تو قریش میں نہ تو خالص حسب نسب رکھتا ہے نہ اچھی اصلیت کا مالک ہے"

"بیوقوف بڑھیا!" مروان بن الحکم نے کہا "تیری بینائی بھی تیری عقل کے ساتھ جا چکی ہے۔ تیری شہادت معتبر نہیں"

"صاحبزادے تم بھی بولے!" اروی نے کہا "واللہ حکم سے زیادہ تو سفیان بن الحارث بن کلدہ سے زیادہ مشابہ ہے"

پھر وہ معاویہ کی طرف مخاطب ہوئیں:

"واللہ ان لوگوں کو تو نے ہی مجھ پر جرأت دلائی ہے، حالانکہ تیری ماں اُحد کی لڑائی میں حمزہ کے قتل کے بعد کہتی تھی۔

نحن جزیناکم بیوم بدر — والحرب یوم الحرب ذات سعر

ہم نے تم سے جنگ بدر کا بدلہ لے لیا۔ لڑائی، لڑائی کے دن آگ کی طرح شعلے رکھتی ہے۔

ماکان عن عتبۃ لی من صبر — ابی وعمی واخی وصہری

عتبہ (ہندہ کا باپ تھا) پر مجھے صبر نہیں ہو سکتا تھا۔ میرا باپ، چچا، بھائی، خسر! انھیں میں بھول نہیں سکتی تھی (یہ سب جنگ بدر میں قتل ہوئے تھے)

شفیت وحشی غلیل صدری — شفیت نفسی وقضیت نذری

اے وحشی (قاتل حمزہ) تو نے میرا دل ٹھنڈا کیا۔ میری منت پوری کر دی۔

فشکر وحشی علیّ عمری — حتی تغیب اعظمی فی قبری

"وحشی کا شکریہ عمر بھر مجھ پر واجب ہے، یہاں تک کہ میری ہڈیاں قبر میں غائب ہو جائیں۔

تیری ماں کے جواب میں میں نے کہا تھا:

یابنت رقاع عظیم الکفر — خزیت فی بدر وغیر بدر

اے بیوقوف بڑے کافر کی بیٹی! بدر میں اور ہر دن میں تجھے رسوائی ملے۔

صبحک اللہ قبیل الفجر — بالہاشمیین الطوال الزہر

خدا تجھ پر صبح سے پہلے، دراز قد، خوبصورت ہاشمیوں کی غارت گری نازل کرے۔

بکل قطاع حسام یفری — حمزۃ لیثی وعلیّ صقری

تیغ براں سے تجھے کاٹے۔ حمزہؓ، میرا شیر ہو اور علیؓ میرا باز ہو۔

ہتک وحشی حجاب الستر — ماللبغایا بعدہا من فخر

وحشی نے بے آبروئی کر ڈالی۔ اب فاحشہ عورتوں کے لئے تیرے بعد کوئی فخر باقی نہیں رہا۔

"تمھارا برا ہو!" امیر معاویہ نے عمرو بن العاص اور مروان بن الحکم سے کہا "تمھیں نے اس خاتون کو مجھ پر خفا کر دیا اور یہ باتیں سنوائیں"

پھر اروی سے مخاطب ہوئے:

"پھوپھی! اپنی ضرورت بیان کرو۔ عورتوں کی یہ بکواس بند کرو"

"مجھے دو ہزار، دو ہزار، دو ہزار، پورے ۶ ہزار دینار دو" اروی نے مطالبہ کیا۔

"پہلے دو ہزار کس لئے؟" امیر نے سوال کیا۔

"میں حارث بن عبدالمطلب کے خاندان کے لئے کھیتی کی زمین میں کنواں خریدوں گی" اروی نے جواب دیا۔

"تم نے بہت خوب سوچا" امیر نے کہا "اور دوسرے دو ہزار؟"

"خاندان عبدالمطلب کے نوجوانوں کی شادی کر دوں گی"

"بہت خوب! اور تیسرے دو ہزار؟"

"مدینہ کی گرانی اور زیارت بیت اللہ کے خرچ کے لئے"

"بہت خوب خیال ہے۔ میں نے منظور کیا۔ تمھاری خاطر ہمیشہ مد نظر ہے" امیر نے خوشامد سے کہا۔

تھوڑی دیر چپ رہ کر امیر نے پھر سوال کیا:

"بخدا اگر علی موجود ہوتے تو یہ رقم ہرگز منظور نہ کرتے"

"سچ ہے" اروی نے فوراً جواب دیا "علی امانت ادا کرتا تھا خدا کے حکموں پر چلتا تھا۔ مگر تو نے اپنی امانت ضائع کر دی۔ خدا کے مال میں خیانت کی۔ خدا کا مال غیر مستحقوں کو دے ڈالا۔ خدا نے اپنی کتاب میں حقداروں کے حق مقرر کر کے بیان کر دیئے ہیں۔ مگر تو نے خدا کے حکموں پر عمل نہیں کیا۔ لیکن علی نے ہمیں اپنے حق لے لینے کے لئے برابر بلایا جو خدا نے ہمارے لئے مقرر کر دیئے ہیں۔ مگر افسوس تمھاری لڑائی نے انھیں پورا انتظام قائم کرنے کی مہلت ہی نہ دی۔ میں نے تیرا مال نہیں مانگا کہ احسان جتاتا ہے۔ میں تو صرف اپنا حق مانگتی ہوں۔ ہم دوسروں کا حق لینا جائز نہیں سمجھتے۔ آہ! تیرے دا [illegible] اور تیری مصیبت سخت ہو جائے تو اپنی زبان پر علی کا [illegible] ہو!"

پھر وہ رونے لگیں۔ یہ شعر انکی زبان پر تھے:

الا یا عین ویحک اسعدینا — الا وابکی امیر المومنینا

ہاں اے آنکھ تیرا بھلا ہو ہمارا ساتھ دے۔ ہاں امیر المومنین پر خوب آنسو بہا!

رزینا خیر من رکب المطایا — وفارسہا ومن رکب السفینا

ہم نے اُس سب سے اچھے کو کھو دیا جو کبھی گھوڑوں پر یا کشتیوں پر سوار ہوئے۔

ومن لبس النعال او احتذاہا — ومن قرأ المثانی والمئینا

اور جنھوں نے زمین پر قدم رکھا اور جنھوں نے قرآن پڑھا۔

اذا استقبلت وجہ ابی حسین — رأیت البدر راع الناظرینا

حسین کے باپ کا چہرہ دیکھنا، بدر کامل کا دیکھنا ہے جو سب دیکھنے والوں کو حیرت میں ڈال دیتا ہے۔

ولا واللہ لا انسی علیا — وحسن صلاتہ فی الراکعینا

نہیں، واللہ، علی مجھے بھول نہیں سکتا، نہ رکوع کرنے والوں میں اُس کی اچھی نماز بھول سکتی ہوں۔

أفی الشہر الحرام فجعتمونا — بخیر الناس طراً اجمعینا

تم نے ماہ حرام میں سب آدمیوں سے اچھے آدمی کو مار کر ہمیں مصیبت میں ڈال دیا!

معاویہ نے انھیں ۶ ہزار دینار دیدیئے اور کہا:

"پھوپھی! اسے جس طرح چاہو خرچ کرو۔ پھر جب کبھی ضرورت پڑے اپنے بھتیجے کو لکھنا، وہ ہر طرح تمھاری مدد کریگا"

مذاکرۂ علمیہ

نظریۂ نشوء و ارتقا کی موجودہ منزل

حال میں سر آرتھر کیتھ نے برطانی اکاڈیمی کی صدارت کرتے ہوئے نظریۂ نشوء و ارتقا پر ایک نہایت مبسوط تقریر کی تھی، جس نے از سرِ نو اس بحث پر موافقانہ و مخالفانہ خیالات کو جنبش دیدی۔ اسوقت تک تقریباً تیس چالیس علمارِ فن اس کی موافقت یا مخالفت میں اظہارِ خیال کر چکے ہیں، اور بحث و نظر کا سلسلہ جاری ہے۔

برطانی اکاڈیمی کے سالانہ اجلاس اور سر آرتھر کی تقریر کا مختصر تذکرہ اردو اخبارات میں آچکا ہے۔ ہم چاہتے ہیں سر آرتھر کی تقریر کے بعض اہم حصے اور انکے مخالفین کے ضروری مباحث الہلال کے صفحات پر درج کردیں۔ بہ حیثیت مجموعی یہ موافق و مخالف خیالات کا ایک ایسا مجموعہ ہوگا، جس کے مطالعہ سے بہ یک نظر معلوم ہوجائیگا کہ بحالات موجودہ ڈاردن کا نظریہ کس منزل میں ہے اور موافق و مخالف دلائل کا وزن کیا ہے۔

ہم پہلے سر آرتھر کی تقریر کا ضروری خلاصہ درج کردیتے ہیں۔ پھر مخالف مباحث کا خلاصہ درج کرینگے :-

سر آرتھر کا خطبہ

"۵۵ برس ہوئے کہ نشوءِ انسانی کی تاریخ، عالمِ وجود میں آئی۔ آج میرا موضوعِ بحث بھی یہی ہے۔ اس بحث کے لئے اس شہر لیڈس سے زیادہ موزوں کوئی مقام نہیں۔ کیونکہ ڈاردن نے توراۃ کے حامیوں پر اپنا پہلا گولہ نہیں پھینکا تھا۔ دنیا نے دیکھ لیا کہ ڈاردن کا یہ گولہ کیسا خوفناک تھا اور کس طرح اس فاتح نے تمام مخالفوں سے ہتیار رکھوالئے۔ تقریباً ۶۹ برس ہوتے ہیں کہ اسی شہر میں اپنے عہد کے مشہور ترین عالم سر رچرڈ اوین نے ایک طولانی خطبہ دیا تھا اور انسان کی اصلیت پر بحث کرتے ہوئے ثابت کیا تھا کہ توراۃ نے انسان کی عمر جتنی قرار دی ہے، وہ اُس سے کہیں زیادہ پُرانا ہے۔ لیکن ساتھ ہی اس فیلسوف نے اس نظریہ کا مضحکہ بھی اُڑایا تھا کہ انسان ادنیٰ مخلوقات سے ترقی کرکے اپنے موجودہ درجے تک پہنچا ہے۔ اُس نے دعویٰ کیا تھا کہ انسان اور بندر میں بہت ہی عظیم فرق ہے۔ اتنا فرق کہ دونوں میں کوئی مشترک علاقہ موجود نہیں، دونوں، دو بالکل علیحدہ علیحدہ جنسیں ہیں۔

اوین اور ہکسلے

سر رچرڈ اپنے زمانے میں اس اکاڈیمی کا صدر تھا۔ اُس کے سامعین میں ایک علامۂ عصر ٹامس ہنری ہکسلے، سر رچرڈ کا خوفناک حریف بھی تھا۔ ہکسلے اسوقت جوان تھا۔ اُسے سر رچرڈ سے اسقدر مخاصمت تھی کہ وہ اسی تقریر میں مباحثہ پیش آجانے کی اُمید کرتا تھا مگر اتفاق سے یہ معرکہ پیش نہیں آیا۔

اس واقعہ کے دو سال بعد برٹش ایسوسی ایشن کا سالانہ جلسہ آکسفورڈ میں ہوا۔ یہاں سر رچرڈ نے پھر نظریۂ نشوء و ارتقاء کا مضحکہ اُڑاتے ہوئے دعویٰ کیا کہ انسان دوسرے حیوانات سے بالکل علیحدہ مخلوق ہے۔ اور یہ کہ انسان کے دماغ میں بعض خصوصیتیں ایسی موجود ہیں جو انتھروپوئیڈ (وہ بندر جو انسان سے بہت زیادہ مشابہ ہے) کے دماغ میں پائی نہیں جاتیں۔

ہکسلے نے اسپر اعتراض کیا اور وہ تاریخی مباحثہ پیش آیا جس نے علمی فتوحات کے لئے میدان صاف کردیا۔ یہ معرکہ دراصل علم اور توراۃ کے درمیان واقع ہوا تھا۔ تمام حامیانِ توراۃ، جن کی قیادت آکسفورڈ کا لارڈ بشپ کر رہا تھا، سر رچرڈ کی پشت پناہی پر تھے۔ ہکسلے تنہا تھا لیکن دنیا نے تسلیم کرلیا کہ فتح ہکسلے ہی کو حاصل ہوئی!

اس واقعہ کے تین سال بعد ۱۸۶۳ء میں ہکسلے نے اپنی مشہور کتاب "کائنات میں انسان کی مرکزیت پر دلائل" شائع کی۔ یہ کتاب ہمارے اسی موضوع سے متعلق ہے۔ اس میں مصنف نے قطعی طور پر ثابت کردیا کہ انسان، چھاتی رکھنے والے حیوانات ہی کا فرد ہے، اور اُس سے قریب تر مخلوق وہ بندر ہے جس کا نام "انتھروپوئیڈ" ہے۔

اصل انسان

یہ کہنا غیر ضروری ہے کہ اُس عہد کی عقل انسانی یہ نظریہ (نظریۂ نشوء) قبول کرنے کے لئے مستعد نہ تھی۔ مدتوں سے یہ اعتقاد راسخ تھا کہ انسان ایک مستقل مخلوق ہے۔ لیکن آج حالت بدل چکی ہے۔ اسوقت جو لوگ ڈاردن کے نظریہ پر یقین نہیں رکھتے، وہ بھی اس کے لئے مستعد ہیں کہ جب یہ نظریہ قطعی دلائل کے ساتھ سامنے آجائے تو تعصب سے انکار نہیں کردینگے۔

نظریۂ نشوءِ انسانی، انیسویں صدی کی ایک حیرت انگیز پیدائش ہے۔ چارلس ڈاروین کا دنیا پر بہت بڑا احسان ہے کہ اُسی کے غیر معمولی دماغ نے یہ نظریہ ظاہر کیا۔ جس وقت سر رچرڈ اپنا مذکورۂ بالا خطبہ لیڈس میں سنا رہے تھے، ڈاروین اپنی کتاب "اصل انواع" تصنیف کر رہا تھا۔ ۱۸۵۹ء میں یہ کتاب ظاہر ہوئی۔ مگر اُس کا ظہور کوئی معمولی حادثہ نہ تھا۔ اُس نے اچانک ایک عظیم فکری انقلاب پیدا کردیا۔ ڈاردن نے قدیم افکار و معتقدات سے یہ بغاوت بیٹھے بیٹھے نہیں کردی تھی۔ کامل ۲۷ برس اُس کے لئے طیاری کی تھی۔ اُس کی یہ کتاب درحقیقت اعلانِ جنگ تھا۔ اُس کا دوسرا خوفناک حملہ، ایک دوسری کتاب کی صورت میں ہوا۔ اس کا نام "حیوانات پر ماحول کی تاثیر" تھا۔ یہ کتاب ابتک علم الحیات کے حقائق کا ایک بے نظیر مجموعہ ہے لیکن ابھی فیصلہ باقی تھا۔ دشمن ہنوز میدان میں اڑا ہوا تھا۔ ڈاروین نے ۱۸۷۱ء میں اپنی تیسری کتاب "تسلسل انسان" شائع کی۔ یہ اُس کا فیصلہ کُن حملہ تھا۔ دشمن سراسیمہ ہوکر بھاگا اور آجتک پھر کبھی مقابلہ میں نہ آسکا!

اُسوقت سے ڈاردن کے قدم ایسے گڑے کہ پھر کبھی اُکھڑ نہ سکے آج ۵۶ برس گزر چکے ہیں۔ بہت سے نئے حقائق ظاہر ہوچکے ہیں مگر ڈاروین اپنی جگہ پر پہاڑ کی طرح قائم ہے۔ یہ تمام حقائق اُس کے نظریہ کی تائید کرتے ہیں۔ بلاشبہ بعض تبدیلیاں بھی واقع ہوئی ہیں لیکن نظریہ بحیثیت مجموعی ثابت و راسخ ہے۔ اور ہمیشہ یوں ہی سربلند رہے گا۔

حفریات

میں نے کہا یہ نظریہ ہمیشہ یوں ہی سربلند رہیگا۔ یہ کوئی مبالغہ نہیں ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ڈاروین کے بعد علمار نے اُس کا نظریہ چھوڑ نہیں دیا بلکہ کسوٹی پر رکھ کر برابر جانچتے رہے۔ اُنھوں نے قدیم انسان کے آثار کی تلاش شروع کی۔ زمین کھود کر وہ اوزار اور ظروف نکالے جنھیں انسان اپنے اولین عہد میں استعمال کرتا تھا۔ یعنی اُس عہد میں جس کا نام اصطلاح میں عہد بلیسٹوسینی ہے (یہی وہ زمانہ ہے جس میں سطحِ زمین کا تیسرا طبقہ بنا تھا) یہ عہد اب سے دو لاکھ برس یا ۶ لاکھ برس پہلے تھا۔ اسی قدر نہیں بلکہ علمار کی تحقیقات، عہد بلیسٹوسینی تک پہنچ چکی ہے۔ یعنی اُس زمانے تک جبکہ زمین کا دوسرا چھلکا بنا ہے۔

ڈاروین کی وفات سے دس برس بعد ڈاکٹر اوجین ڈیبوا کو اولین انسان کی ہڈیاں ملیں۔ اُس نے اس کا نام پتھکانتھروپس یعنی بندر انسان رکھا۔ نیز اُسی زمانے میں ڈاکٹر ریڈ مویر نے مشرقی انگلیا میں زمین کے دوسرے طبقے میں حجری ظروف اور اوزار پائے۔ ان تمام حفریات و آثار سے نشوءِ انسانی پر ڈاروین کے نظریہ کی تصدیق ہوتی ہے۔

تسلسل انسان

بندر سے مشابہ مخلوق سے انسان کا ظاہر ہونا ایسے قطعی دلائل سے ثابت ہوچکا ہے کہ بحث کی گنجائش باقی نہیں رہی۔ لیکن یہ نشوء و ارتقار اُس سے کہیں زیادہ پیچیدہ اور غیر منضبط تھا جتنا خود ڈاروین سمجھتا تھا۔ پہلے علمار خیال کرتے تھے کہ ارتقار، کامل طور پر ہوا ہے یعنی جسم انسانی کے ہر عضو نے یکساں طور پر تدریجی ترقی کی ہے حالانکہ یہ صحیح نہیں۔ ارتقار، نہایت غیر منتظم طور پر مختلف موثرات کے تحت واقع ہوا ہے۔ قدیم انسان میں ارتقار کی یہ بے نظمی موجودہ انسان سے کہیں زیادہ واضح تھی۔ دقیق مباحث سے اب ثابت ہوچکا ہے کہ ہر عضو نے تدریجی ترقی نہیں کی۔ یعنی یہ نہیں ہوا کہ کھوپڑی، دماغ، جبڑا، دانت، جلد، بازو، پاؤں وغیرہ وغیرہ اعضار میں سے ہر عضو بتدریج بندر کی شکل سے ترقی کرکے انسان کی عضویت بنتا گیا، بلکہ یہ ہوا کہ بعض اعضار ترقی کرتے تھے، بعض ترقی نہیں کرتے تھے، بعض بالکل غائب ہوجاتے تھے۔ ذیل کی مثال سے یہ حقیقت واضح ہوجائے گی:

ڈاروین کی وفات سے ۳۰ برس بعد یعنی ۱۹۱۲ء میں مسٹر چارلس ڈوسن کو انگلستان کے ایک مقام پلٹڈون (یعنی ڈاروین کی قیامگاہ سے ۳۰ میل کے فاصلے پر) ایک پتھرائی ہوئی کھوپڑی اور جبڑا ملا۔ سر آرتھر ووڈوارڈ نے دونوں کی جانچ کی اور فیصلہ کیا کہ یہ دونوں عضو ایک ہی جسم کے ہیں اور یہ مخلوق اب سے ۵ یا ۶ لاکھ برس پہلے زمین پر موجود تھا۔ ان آثار میں کھوپڑی، موٹی دیواروں کی تھی اور موجودہ انسان کی کھوپڑی سے بہت زیادہ مشابہت رکھتی تھی لیکن نیچے کا جبڑا، بندر کے جبڑے کی طرح تھا۔ بعض علمار کے لئے یہ اختلاف، سخت حیرت کا موجب ہوا اور اُن سے اس کے سوا کچھ کہتے بن نہ پڑا کہ یہ دونوں چیزیں، دو مختلف جسموں کی ہیں حالانکہ اگر وہ علم تشریح کے ماہر ہوتے، تو اس غلطی کا شکار نہ ہوتے۔ اُنھیں معلوم ہوجاتا کہ جسم کے بعض اعضا جلد ترقی کرتے ہیں اور بعض بہت پیچھے رہجاتے ہیں۔ ارتقار کی یہ بے ضابطگی بندر نما انسان میں زیادہ واضح پائی جاتی ہے۔ مثلاً اس کی ران کی ہڈی بالکل آدمی کی سی ہوتی ہے مگر کھوپڑی، بندر سے مشابہ ہوتی ہے۔ مذکورۂ بالا انکشاف سے یہی معلوم ہوا کہ اُس قدیم ترین عہد میں انگلستان کی سرزمین پر ایک ایسی مخلوق آباد تھی جو انسان اور بندر کے بیچ میں تھی۔

دہلی کے نامی اور نامور مشہور و معتبر مقبول خاص و عام اسم بامسمیٰ

ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی کا

عدیم المثال نادر الوجود سرمائی تحفہ

تار کا کافی پتہ "ہمدرد، دہلی"

ماء اللحم دوآتشہ

برنسخہ خاص

زندگی جیسی عزیز اور پیاری چیز ہے وہ ظاہر ہے لیکن تندرستی بھی ایک ایسی نعمت ہے کہ بغیر اس کے زندگی بے لطف بلکہ بیکار ہے۔ تندرستی ہزار نعمت ہے۔ تندرستی ہے تو سب کچھ ہے۔ اگر آپکو تندرستی کی قدر ہے اور تندرست رہنا پسند کرتے ہیں تو ہمارا تازہ کشید کیا ہوا ماء اللحم استعمال کیجئے اور پیری میں شباب کا لطف اٹھائیے یہ امر تو مسلم ہے کہ ماء اللحم مقوی اور دلچسپ ہے، بدن میں چستی اور توانائی پیدا کرنا۔ رنگ کا نکھارنا۔ روح کو تازگی اور قوت دینا۔ گئی ہوئی طاقت میں از سر نو جان کا ڈالنا اس کی خاصیت ہے۔ مگر ہمارا ماء اللحم خصوصیت کے ساتھ بوڑھوں کو جوان اور جوانوں کو نوجوان بناتا ہے اس لئے کہ نادر اور بیش قیمت اور مقوی اور فرحت بخش اجزاء سے بطرز خاص تیار کیا گیا ہے۔ نسخہ بھی اس کا معمولی اور کتابی نہیں ہے بلکہ عالیجناب شفاء الملک بہادر غفران مآب رئیس اعظم دہلی کا خاص خاندانی نسخہ ہے جو جناب موصوف نے بغرض رفاہ عام "ہمدرد دواخانہ" کو مرحمت فرمایا ہے۔ ایک مرتبہ ماء اللحم کا استعمال فرما کر خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھئے فائدہ تو تین دن کے بعد ہی معلوم ہوتا ہے مگر معتدبہ اور پورا فائدہ ایک چلہ میں ہوتا ہے۔ پبلک کو صرف اپنی (خاطر) اور خوش بیانی سے خوش کر دینا ہمارا شیوہ نہیں ہے۔ مگر بعض امور میں ہم کو اپنی سچی ہمدردی کے اظہار کا کوئی موقع نہیں ملتا ہے تو مجبور ہو کر اشتہار دینا پڑتا ہے

ماء اللحم کے استعمال کا یہی موسم ہے اور یہی زمانہ ہے منگائیے! اور آزمائیے!! تجربہ بتادے گا کہ ہمدرد کہاں تک اپنے دعویٰ میں سچا ہے مشک آنست کہ خود ببوید۔ قیمت بھی بہ نظر ہمدردی پانچ روپیہ فی بوتل مقرر کی گئی ہے۔ علاوہ اس کے چند قسم کے حلوے مقوی اور خوش ذائقہ نہایت نفیس تیار ہیں جن کے پورے افعال و خواص آپ فہرست میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں نیز ہر قسم کی مفرد و مرکب دوائیں اس دواخانہ سے مناسب قیمت پر ملتی ہیں۔ فہرست سنہ ۲ء مختصری تیار ہے۔ مفت طلب فرمائیے۔ خط و کتابت کے لئے کافی پتہ "منیجر ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی"

منیجر ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی

حیرت انگیز رعایت

پندرہ روپے کی تین گھڑیاں

صرف دس روپے میں

محصول ڈاک اور پیکنگ بھی معاف

آپ کے لئے + آپ کے کمرہ کے لئے + بیوی کے لئے

مشہور عالم بی ایم جرمن میڈ	ریلوے ریگولیٹر پاکٹ واچ	کابل گولڈن رسٹ واچ

خوبصورت بہت اچھا ...	... سلور کیس خوبصورت مضبوط ...	نئے نئے ڈزائن کی خوشنما فینسی ...
... مضبوط ...	ٹائم نہایت صحیح بتانے والی قیمت ...	...
... قیمت ...	... پانچ روپے آٹھ آنے ...	...
محصول ڈاک پیکنگ یعنی ...	محصول ڈاک پیکنگ یعنی آٹھ آنے ...	محصول ڈاک پیکنگ ...

... اگر آپ یکمشت طلب فرمائیں تو صرف دس روپیہ میں بھیج جائیں گی یہ رعایت محض مال کی نکاسی اور فرم کی شہرت کی وجہ سے کی گئی ہے اور یہ رعایت اسی وقت تک ہے جب تک یہ گھڑیاں اسٹاک میں ہیں ... آپ فوراً ہی آرڈر بھیجدیں ایسا نہ ہو کہ اسٹاک ختم ہو جائے اور آپ کی فرمایش کی تعمیل نہ ہوسکے۔

نوٹ ایک یا دو گھڑیوں کے خریدار کیلئے کوئی رعایت نہیں ہے ان سے پوری قیمت ... بیجائے گی۔ ... محصول ڈاک و پیکنگ وغیرہ بھی ان کو ادا کرنا ہوگا +

پتہ امریکن واچ ہوس اسٹاکسٹ ڈسٹ اینڈ واچ کمپنی ... مقام دہلی

اشتہار کے لئے

رنگ دیکھ لو — گھسکر آزمالو

ڈیڑھ روپے تولہ سونا

جرمنی کی حیرت انگیز ایجاد

اس سونے کی نہایت خوبصورت نازک منقش چوڑیاں جرمنی سے بنکر آئی ہیں۔ چونکہ انہیں ایک خول کی صورت میں بنایا گیا ہے۔ ان کے اندر رنگین چوڑیاں آجاتی ہیں۔ اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ بہترین زبرجد اور یاقوت کے نگینے جڑ دیئے گئے ہیں۔ برسوں استعمال کیجئے لیکن رنگ و رونق میں فرق نہیں آتا اور نہ سیاہی دیتی ہے۔ صنف نازک کے لئے بہترین تحفہ ہے۔ ڈھائی روپیہ میں پانچسو روپے کا کام نکالا جا سکتا ہے۔ ہر سائز کی موجود ہیں۔ کثیر تعداد میں روزانہ فروخت ہوتی ہیں۔ جلد منگوائیے تاکہ اسٹاک ختم نہ ہو جائے۔ آٹھ چوڑیوں کی قیمت ڈھائی روپیہ۔ جنکا وزن تقریباً ڈیڑھ تولہ ہوگا۔ چوبیس چوڑیوں کے دام صرف سات روپے (عہ)

{ منیجر گولڈن اسٹور۔ پوسٹ بکس نمبر ۱ لاہور

ان تمام اصحاب کے لئے

جو

قیمتی تمدن و صنعت کی قیمتی اشیاء کا شوق رکھتے ہیں

دنیا میں عظیم الشان مقام

I. SHENKER,

118, BROMPTON ROAD, KENSINGTON, LONDON, S. W. 3.

ہے

مغرب و مشرق کے قدیم آثار، پرانی قلمی اور مطبوعہ کتابیں، پرانی تصویریں، پرانے سکے، اور نقوش، پرانے زیور، آرائش و تزئین کا ہر قسم کا سامان، اور ہر طرح کے پرانے صنعتی، عجائب و نوادر، اگر آپ کو مطلوب ہیں، تو ہم سے خط و کتابت کیجئے۔ کم از کم ہماری نمائش گاہوں اور ذخائر کی فہرستیں ہی منگوا لیجئے۔ اہل علم اور اہل دولت، دونوں کے لئے ہمارا ذخیرہ قیمتی ہے۔

نوادر عالم کا یہ ذخیرہ

دنیا کے تمام حصوں سے غیر معمولی مصارف و مساعی کے بعد حاصل کیا گیا ہے
دنیا کے تمام قدیم تمدنی مرکزوں مثلاً مصر، شام، فلسطین، ہندوستان، ایران، ترکستان، چین، وغیرہ ممالک میں ہمارے ایجنٹ ہمیشہ گردش کرتے رہتے ہیں

باایں ہمہ

قیمتیں تعجب انگیز حد تک ارزاں ہیں!

بر اعظم یورپ، امریکہ

اور

مشرق

کے تمام بڑے بڑے محل، کتب خانے، اور عجائب خانے، ہم سے نوادر حاصل کرتے رہتے ہیں۔ قاہرہ کے نئے ایوان شاہی کے نوادر ابھی حال میں ہم نے فراہم کئے ہیں

اگر آپ کے پاس نوادر موجود ہوں

تو

آپ فروخت کرنے کے لئے بھی پہلے ہم سے ہی خط و کتابت کیجئے۔ بہت ممکن ہے کہ ہمارا سفری یا مقامی ایجنٹ آپ سے مل سکے

اگر آپ

علم و کتب کی وسعت اور دستِ طلب کی کوتاہی سے گھبرا گئے ہیں تو کیوں کسی ایسے مقام کی جستجو
نہیں کرتے جہاں دنیا کی تمام بہترین اور منتخب کتابیں جمع کر لی گئی ہوں؟

ایسا مقام موجود ہے!

J. & E. Bumpus Limited,
350, Oxford Street,
LONDON, W. 1.

جو

دنیا میں کتب فروشی کا عظیم مرکز ہے

اور جسے ملک معظم برطانیہ اور انکے کتبخانہ قصر کے لیے کتابیں بہم پہونچانے کا شرف حاصل ہے!

انگریزی کا تمام ذخیرہ جو برطانیہ اور برطانی نو آبادیوں اور ملحقہ ممالک میں شایع

ہوتا ہے

یورپ کی تمام زبانوں کا ذخیرہ

مشرقی علوم و ادبیات پر انگریزی اور یورپین زبانوں کی تمام کتابیں

نئی اور پرانی دونوں طرح کی کتابیں

تمام دنیا کے ہر قسم اور ہر درجے کے نقشے

ہر قسم کی تعلیمی کتابوں کے مکمل سلسلے

بچوں کے لیے ہر قسم اور درجے کا ذخیرہ

قیمتی سے قیمتی اور سستے سے سستے ایڈیشن

آپ ہمارے عظیم ذخیرے سے حاصل کر سکتے ہیں

ہمارے یہاں سے ہر چھ

ماہ کے بعد نئے ذخیرہ کی مفصل فہرست شایع ہوا کرتی ہے

کیا آپ کو معلوم نہیں

کہ

اسوقت

دُنیا کا بہترین فاؤنٹین قلم

امریکن کارخانہ "شیفر"

کا

"لائف ٹائم"

قلم ہی؟

(۱) اتنا سادہ اور سہل کہ کوئی حصہ نزاکت یا پیچیدہ ہونیکی وجہ سے خراب نہیں ہوسکتا

(۲) اتنا مضبوط کہ یقیناً وہ آپ آپکی زندگی بھر کام دے سکتا ہی

(۳) اتنا خوبصورت، سبز، سرخ اور سنہری بیل بوٹوں سے مزین کہ اتنا خوبصورت قلم دُنیا میں کوئی نہیں

کم از کم تجربہ کیجئے

یاد رکھئے

جب آپ کسی دکان سے قلم لیں تو آپ کو "شیفر" کا "لائف ٹائم" لینا چاہئے!

اگر آپ انگلستان کی سیاحت کرنا چاہتے ہیں

تو

یاد رکھئے

کہ

آپکو ایک مستند اور آخرین رہنما

گائڈ بک

کی ضرورت ہی

جو

انگلستان کے تمام شہروں، سوسائیٹیوں ہوٹلوں، کلبوں، تھیٹروں، رقص گاہوں

قابل دید مقامات،

اور

آثار قدیمہ وغیرہ سے

آپکو مطلع کردے

نیز

جس سے وہ تمام ضروری معلومات حاصل کیجا سکیں جن کی ایک سیاح کو قدم قدم پر ضرورت پیش آتی ہی ایسی مکمل گائڈ بک صرف

ڈنلاپ گائڈ ٹو گریٹ برٹین

The Dunlop guide
To Great Britain

کا

دوسرا ایڈیشن ہی

ہندوستان کے

تمام انگریزی کتب فروشوں اور بڑے بڑے ریلوے اسٹیشنوں کے بک اسٹال سے مل سکتی ہی

جامع الشواہد

طبع ثانی

"مولانا ابوالکلام صاحب کی یہ تحریر ۱۹۱۹ء میں شائع ہوئی تھی جب وہ رانچی میں نظر بند تھے۔ موضوع اس تحریر کا یہ تھا کہ اسلامی احکام کی رُو سے مسجد کن کن اغراض کے لئے استعمال کی جاسکتی ہی؟ اور اسلام کی رواداری نے کس طرح اپنی عبادت گاہوں کا دروازہ بلا امتیاز مذہب ملت تمام نوع انسانی پر کھول دیا ہی؟ قیمت بارہ آنے (۱۲/)

(منیجر الہلال کلکتہ)

اگر آپ کو

دمہ

ضیق النفس

یا

کسی طرح کی بھی معمولی کھانسی کی شکایت ہی

تو تامل نہ کیجئے۔ اپنے سے قریب تر دوا فروش کی دکان سے

فوراً

ایک ٹین

HIMROD

کی

مشہور عالم دوا کا

منگوا کر

استعمال کیجئے

مطبوعات الہلال بک ایجنسی

معارف ابن تیمیہ و ابن قیم

دینی علوم کے بیش بہا جواہر ریزے

اِس سلسلہ میں ہم نے اماموں کی ان نادر و اعلی درجہ کی بلند پایہ عربی تصانیف کے اردو تراجم کا سلسلہ شروع کیا ہے، جنکا مطالعہ اصلاح عقائد اسلام اور اشاعت و معارف کتاب و سنت کے لیے نہایت ضروری و ناگزیر ہے - امید کہ یہ "سلسلۂ تراجم" بد نصیب ہندوستان کی دماغی اصلاح کا کام دے :

اُسوۂ حسنہ — امام ابن قیم کی فن سیرت میں شہرۂ آفاق کتاب "زاد المعاد" کے خلاصہ کا اردو ترجمہ - بلا جلد ۲ روپے مجلد اڑھائی روپیہ -

کتاب الوسیلہ — لفظ "وسیلہ" کی بحث کے علاوہ امام ابن تیمیہ نے اسلام کے اصل الاصول "توحید" کی مبسوط بحث کی ہے - بلا جلد اڑھائی روپیہ، مجلد سوا تین روپیہ -

اصحاب صفہ — انکی تعداد، ذریعہ معاش، طریق عبادت اور انکے مفصل حالات بیان کیے ہیں - دس آنے -

تفسیر سورۃ الکوثر — امام ابن تیمیہ کے مخصوص انداز تفسیر کا اردو ترجمہ - چار آنے -

العروۃ الوثقی — خالق و مخلوق کے درمیان واسطہ کا فرق بدلائل بیان کیا ہے - چھ آنے -

سیرت امام ابن تیمیہ — حضرت امام کے ضروری حالات زندگی نہایت خوش اسلوبی سے بیان کیے ہیں - نو آنے

نجد و حجاز — علامہ سید محمد رشید رضاء مصری کی تازہ کتاب کا اردو ترجمہ - سوا روپیہ -

آئمہ اسلام — ترجمہ رفع الملام عن ائمۃ الاعلام - بارہ آنے

خلاف الامہ — فی العبادات - پانچ آنے

صبح سعادت — یہ ایک علمی، اسلامی، سہ ماہی رسالہ ہے جس کے خریدار کو ہم نے کمال کوشش و کاوش سے اردو، عربی، فارسی، انگریزی، اور دوسری زبانوں کی تمام اہم اور اعلی مطبوعات کے متعلق بہترین تازہ معلومات بہم پہنچانے کا اہتمام کیا ہے- اسکے علاوہ آئمہ و اسلام و بزرگان دین کے حالات، لطائف افسانہ، نظمیں اور ممالک اسلامیہ کے معتبر ذرائع سے حاصل کیے ہوے حالات درج کیے جاتے ہیں - فی پرچہ ۸ آنہ سالانہ ۲ روپیہ پیشگی -

منیجر الہلال بک ایجنسی

(حلقہ نمبر ۲۴ شیرانوالہ دروازہ لاہور پنجاب)

"Al-Hilal Book Agency,"

24, LAHORE, PANJAB.

خط و کتابت کی وقت اپنا نام اور پتہ صاف لکھیں اور نمبر خریداری ضرور تحریر فرمائیں۔

السحر الحلال فی مجلدات الہلال

گاہ گاہے باز خوان این دفتر پارینہ را
تازہ خواہی داشتن گر داغہاے سینہ را

اردو صحافت کی تاریخ میں الہلال ہی وہ رسالہ ہے جو اپنی تمام ظاہری اور باطنی خصوصیات میں ایک انقلاب آفریں دعوت تھی -

الہلال اگرچہ ایک ہفتہ وار مصور رسالہ تھا، لیکن چونکہ وہ اردو صحافت کی مختلف شاخوں میں اجتہاد نظر و فکر کی نئی روح پیدا کرنی چاہتا تھا، اِس لئے اُس کا ہر نمبر مختلف اقسام اور مختلف اذواق کا مجموعہ تھا- اُس کے ہر نمبر میں مختلف ابواب، مذہب، سیاست، ادبیات، علوم و فنون، اور معلومات عامہ کے ہوتے تھے - اور اُسکا ہر باب اپنی مجتہدانہ خصوصیات کے لحاظ سے اپنی نظیر آپ ہوتا تھا- پھر اس کی ظاہری خوبیاں اردو صحافت میں اعلی طباعت و ترتیب کا پہلا نمونہ تھیں- اردو کا وہ پہلا ہفتہ وار رسالہ تھا، جس میں ہاف ٹون تصاویر کے اندراج کا انتظام کیا گیا، اور ٹائپ میں چھپنے کی وجہ سے بہت سی ایسی خوبیاں پیدا ہوئیں جو پتھر کی چھپائی میں ممکن نہیں- اِس کی جلدیں جدید اردو علم ادب کے علمی، مذہبی، سیاسی، اور اجتماعی مواد و مباحث کا بہترین مجموعہ ہیں- اِن کی مقبولیت و قدر کا اندازہ اِس سے ہوسکتا ہے کہ سنہ ۱۹۱۸ میں بعض شایقین علم و ادب نے اِس کی تمام جلدوں کا مکمل سٹ سات سو روپیہ میں خرید کیا - اور حال میں ایک صاحب نے اِس کی پہلی جلد مکمل (جو دفتر میں بھی موجود نہیں) ساڑھے چارسو روپیہ میں حیدرآباد سے خریدی ہے - جن لوگوں نے اِس کے پرچے بحفاظت جمع کئے ہیں وہ بڑی سے بڑی قیمت پر بھی علحدہ کرنے کیلیے تیار نہیں- پچھلے دنوں "البلاغ پریس" کا جب تمام اسٹاک نئے مکان میں منتقل کیا گیا تو ایک ذخیرہ الہلال کے پرچوں کا بھی محفوظ ملا، ہم نے کوشش کی کہ شایقین علم و ادب کے لئے جس قدر مکمل جلدیں مرتب کی جاسکتی ہیں مرتب کرلی جائیں اور جن جلدوں کی تکمیل میں ایک دو پرچوں کی کمی ہو اُنہیں دوبارہ چھپوا لیا جاے -

چنانچہ الحمدللہ یہ کوشش ایک حد تک مشکور ہوئی اور اب علاوہ متفرق پرچوں کے چند سالوں کی جلدیں پوری مکمل ہوئی ہیں - ہم اِس اعلان کے ذریعہ شایقین علم و ادب کو آخری موقعہ دیتے ہیں کہ اِس قیمتی ذخیرہ کے حاصل کرنے میں جلدی کریں، چونکہ جلدوں کی ایک بہت ہی محدود تعداد مرتب ہوسکی ہے اس لئے صرف اُنہیں درخواستوں کی تعمیل ہوسکے گی جو سب سے پہلے پہونچیں گی- ہر جلد مجلد ہے اور ابتدا میں تمام مضامین کی انڈکس بہ ترتیب حروف تہجی لگادی گئی ہے -

الہلال مکمل جلد دوم ۱۰ روپیہ	الہلال مکمل جلد سوم ۱۰ روپیہ
" " " چہارم ۱۰ روپیہ	" " " پنجم ۱۰ روپیہ

جلد "البلاغ" (جب دوسری مرتبہ الہلال اِس نام سے شائع ہوا) قیمت ۸ روپیہ

علاوہ جلد اول کے ہر جلد کے متفرق پرچے بھی موجود ہیں جن میں سے ہر پرچہ اپنے مضامین کے لحاظ سے ایک مستقل مجموعہ علم و ادب ہے- قیمت فی پرچہ ۸ - آنہ - محصول ڈاک و پیکنگ اِس کے علاوہ ہے -

منیجر "البلاغ پریس"

دنیا کي بہترین کتابوں کیلئے بہترین رهنما:

ٹائمز اف لندن کا ادبي ضمیمہ

یہ ضمیمہ دنیا کي تمام کتابوں پر هفتہ وار دلچسپ اور وقیع تبصرہ کرتا ہے ·

اسکا معتدل نقد علمي حلقوں میں مسلم ہے ·

اس میں چند صفحات رقص کے جاري اور زیر بحث ادبي موائد پر بھي ہوتے هیں جنکي اهمیت کا عام طور پر اعتراف کیا گیا ہے ·

اپنے یہاں کے ایجنٹ سے تقاضہ کیجئے کہ وہ ٹائمز لندن کا هفتہ وار ادبي ضمیمہ آپکے لئے مہیا کرے · لیکن اگر آپ چاهیں تو

The Publisher :

Printing House Square

London, E. C. 4.

سے براہ راست طلب کر سکتے هیں

دنیا کے هر معلم اور ماهر فن تعلیم کیلئے

ضروري ہے کہ

ٹائمز اف لندن کا تعلیمي ضمیمہ مطالعہ کرے

اگر آپ چاهتے هیں کہ فن تعلیم کے تمام نظري اور عملي تغیرات و ترقیات سے بے خبر نہ رهیں ' تو آپکو یہ ضمیمہ بلا ناغہ مطالعہ میں رکھنا چاهیے -

یہ هر هفتہ اس موضوع پر تمام اهم خبریں اور مباحث جمع کردیتا ہے - ماهرین فن اور مشاهیر تعلیم کے قلم سے اسکے صفحات مرتب ہوتے هیں

اپنے یہاں کے ایجنٹ سے طلب کیجئے -

ورنہ

The Publisher,

Printing House Square

London, E. C. 4.

سے طلب کرسکتے هیں ·

کیا آپ تجارت کرني چاهتے هیں ؟

اگر آپ چاهتے هیں کہ یورپ اور امریکہ کے تمام بڑے بڑے کارخانوں سے تجارتي تعلقات قائم کریں ' نفع بخش ایجنسیاں لیں ' هندوستان سے خام پیدا وار بھیجیں ' نئي نئي ایجادات سے اپنے ملک کو آشنا کریں ' تھوڑي سي محنت اور تھوڑا سا سرمایہ لیکر ایک وقیع کار و بار شروع کردیں ' تو آپ کو ابتدا میں بہت سي باتیں معلوم کرني چاهئیں - اس طرح کي تجارت کے گر اور بھید سیکھنے چاهئیں - هندوستان کے تمام حلقوں اور یورپ و امریکہ کے تمام کارخانوں اور کوٹھیوں کے حالات اور اصول معاملت معلوم ہونے چاهئیں - بغیر اس کے آپ کامیاب نہیں ہوسکتے ·

اگر آپ چاهتے هیں کہ بہت تھوڑا سا وقت خرچ کرکے یہ ساري باتیں با قاعدہ علمي اصول پر معلوم کرلیں ' تو آپکو چاهیے کہ هم سے خط و کتابت کریں - هم یہ کام بہ حیثیت ایک ماهر فن کے کر رہے هیں - خط و کتابت کے بعد هي آپکو معلوم هو جائیگا کہ آپنے مقصد کیلئے هم کس درجہ مفید هیں ؟

همارے تعلقات دنیا کے تمام تجارتي حلقوں سے هیں ·

M. R. MARSDEN & CO.

Post Box 708.

Clive Street. Calcutta.

برونو مولر اینڈ کو - برلن

پوسٹ بکس نمبر ۲۴

BRUNO MULLER & CO. M. B. H.

Berlin-W 35

Post No. 24.

هر طرح کي مشینیں جو زمین کے میووں کو خشک [illegible] پھلوں کو محفوظ رکھنے کیلئے ضروري هیں ' اس [illegible] طیار کي جاتي هیں - تمام دنیا میں اس قسم کي [illegible] بہترین کارخانہ ہے - مندرجہ بالا پتہ سے خط و کتابت کیجئے

یاد رکھیے

میووں ' ترکاریوں ' اور هر طرح کے زرعي مواد کو خشک کرنے کا بہترین طریقہ وہ ہے جو " نئے سسٹم " کے نام سے مہذب ممالک میں مشہور ہے - اس " نئے سسٹم " کے مطابق کام کرنے والي مشینیں صرف اسي کارخانہ سے مل سکتي هیں

Printed and Published by
MASUD HASAN ZUBERI AT THE AL-BALAGH PRESS, 11, BALLYGUNGE CIRCULAR ROAD, CALCUTTA
[illegible]